رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

فی پرچہ ۱/

قیمت پیشگی سالانہ ششماہی سہ ماہی بنام منیجر الفضل

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲۹ | مورخہ ۷ / اکتوبر ۱۹۲۷ء | جمعہ | مطابق ۱۰ / ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم اول میں ولادت باسعادت

مبارک صد مبارک

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم اول میں ۳ / اکتوبر دن کے ۱۲ ½ بجے مولود مسعود متولد ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ ہم تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے اپنے مقدس آقا و امام اور آپ کے تمام خاندان کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مولود کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ خادم دین حنیف بنائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارات کا مورد ٹھہرائے۔ آمین۔ ثم آمین

بلاد خارجیہ میں تبلیغ اسلام

مغربی افریقہ میں اسلامیہ سکول کا عظیم الشان افتتاح

ہندوستان سے مجھے نکلے ساڑھے پانچ سال ہوئے ہیں۔ اور گولڈ کوسٹ میں پہونچے ہوئے ۵ ارمئی ۱۹۲۶ء کو میرا پانچواں سال ختم ہوا۔ اس عرصہ میں دین کی راہ میں اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو بڑی بڑی کامیابیاں عطا کیں۔ اور اتنے بڑے فضل کئے جن کا بیان میرے قلم کی طاقت سے بالا اور میری زبان کی قوت سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں اور اس کی ان نعمتوں پر میں جتنا بھی ناز کروں تھوڑا ہے۔ اور جتنے بھی سجدات شکر میں اس کی ان عنایات پر بجا لاؤں کم ہیں۔ اس وقت پچھلے حالات پر جن کا ایک حصہ الفضل کے ذریعہ احباب پر واضح ہوتا رہا ہے۔ مجھے تبصرہ نہیں کرنا ہے۔ اور نہ ہی ان کا دہرانا میرا مقصود ہے۔ بلکہ اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان کرم کا ذکر کرنا ہے۔ جو ۷ ارجون ۱۹۲۶ء جمعۃ المبارک کے دن اللہ تعالیٰ نے ہم پر کیا۔ یہ دن کیا تھا گولڈ کوسٹ کے لوگوں کے دلوں پر اسلام کی عظمت اور اس کے جلال کے اظہار کا دن تھا۔ یہ مبارک دن مسیحائے زماں کے ذریعہ زندہ کئے ہوئے اسلام کے اُس شان میں لوگوں کے سامنے آنے کا دن تھا۔ جو ان لوگوں کے خواب و خیال میں بھی نہ تھی۔ ہاں یہ دن اپنوں اور بیگانوں پر اس امر کے اثبات کا دن تھا۔ کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں کام کرتے ہیں۔ وہ کبھی ضائع نہیں ہوتے۔

میرے مد نظر اس وقت تعلیم الاسلام احمدیہ سکول سالٹ پانڈ کا وہ عظیم الشان افتتاح ہے۔ جو ۷ ارجون کو جناب کپتان جے۔ ایچ۔ ویسٹ۔ ڈسٹرکٹ کمشنر نے فرمایا۔

اپنی جماعت کے احباب تو دور و نزدیک سے اس تقریب پر جمع ہوئے ہی تھے۔ لیکن دوسروں کا مجمع بھی جو ایک ہزار نفوس سے کم پر ہرگز مشتمل نہ تھا۔ اس موقع پر حاضر تھا اس کے علاوہ کئی لوکل چیف بھی عاجز کی دعوت پر اس موقع پر حاضر تھے۔ بہت سے یورپین گورنمنٹ آفیسر، تاجر اور رومن کیتھولک پادری بھی موجود تھے۔ بعض جو خود نہ پہونچ سکے۔ انہوں نے خط کے ذریعہ معذرت چاہی۔ اور اس تقریب پر خوشی کا اظہار کر کے مبارکباد دی۔ جو لوگ موقع پر حاضر تھے۔ وہ صرف سالٹ پانڈ کے رہنے والے ہی نہ تھے۔ بلکہ کیپ کوسٹ (جو اس ملک کا پرانا دارالخلافہ اور تعلیمی مرکز ہے) سے اور دیگر مقامات سے بھی آئے تھے۔ اخبار گولڈ کوسٹ لیڈر کا جائنٹ ایڈیٹر بھی موجود تھا۔

ان لوگوں نے اس موقع کے حسن انتظام اور کامیابی پر جو رائے زنیاں کیں۔ ان میں چونکہ میری تعریف ہے اس لئے ان کے لکھنے کی میں ضرورت نہیں سمجھتا۔ خود ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب نے واپس دفتر میں جا کر اگلے دن مجھے لکھا

I am glad, the function was such a success. I congratulate you for the excellent arrangements.

میں خوش ہوں کہ یہ تقریب نہایت کامیاب رہی۔ میں آپ کے اعلیٰ اور حسن انتظام پر آپ کو مبارکباد کہتا ہوں۔

ٹھیک ساڑھے چار بجے ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب اپنی اہلیہ صاحبہ کی معیت میں سکول گراؤنڈز میں پہونچ گئے۔

ان کے آنے پر سکول کے بچوں نے برطانوی قومی ترانہ God Save The King گایا۔ جس کے اختتام پر ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب نے کہا excellently sung پھر انہوں نے گارڈ آف آنر (Guard of honour) کا معائنہ کیا۔ جو سکول کے بچوں نے مہیا کیا تھا۔ اور بچوں کی وردیوں اور ان کی چستی کی تعریف کی۔ اس کے بعد وہ کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے۔ اور حاضرین کی تواضع چائے بسکٹ سے شروع ہوئی۔

ٹھیک پانچ بجے خاکسار نے اپنا لکھا ہوا ایڈریس پڑھنا شروع کیا جس کا ترجمہ لوکل زبان میں مسٹر بن یامین کیلس سکرٹری جماعت نے سنایا۔ اس کے بعد ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب نے تقریر فرمائی جس کا ترجمہ مسٹر کیلس نے کیا۔ اس کے بعد میں نے چاندی کی کنجی ان کو پیش کی۔ جس پر یہ الفاظ کندہ تھے۔ تعلیم الاسلام احمدیہ سکول سالٹ پانڈ۔ کپتان جے ایچ ویسٹ ڈی۔ سی۔ نے ۷ ارجون ۱۹۲۶ء کو افتتاح کیا۔ خاکسار سے چابی لیکر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلنے پر حاضرین سکول کے اندر داخل ہوئے۔ سب کمروں کا معائنہ کیا۔ ڈرائنگ اور مٹی کے نمونے اور دیگر کام جو بچوں کا کیا ہوا تھا۔ سب نے دیکھا اور خوش ہوئے۔

اس کے بعد لوگ اپنی اپنی جگہوں پر واپس آ گئے اور ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب کی اہلیہ نے ان بچوں کو انعامات تقسیم کئے۔ جنہوں نے ڈرائنگ وغیرہ بنا کر اس موقع کیلئے سکول کے کمروں کی سجاوٹ کا انتظام کیا تھا۔ یہ محترمہ خاتون خاص طور پر شکریہ کی مستحق ہیں۔ کہ باوجود اپنی ناسازی طبیعت انہوں نے اپنی موجودگی سے ہمارے جلسہ کو رونق بخشی۔

تقسیم انعامات کے بعد جماعت کے اکابر کو جو گولڈ کوسٹ اور اشانٹی کے کئی اضلاع سے اس موقع پر آئے تھے۔ ڈسٹرکٹ کمشنر سے انٹروڈیوس کرایا گیا۔ آپ نے سب سے مصافحہ کیا خیر و عافیت دریافت کی۔ اور ان کو دیکھ کر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

اس کے بعد اپنی جماعت کے لوگوں اور دیگر ہمدردان سلسلہ نے اپنی اپنی طرف سے حسب توفیق عطیئے دیکر مالی طور پر مدد کی۔ ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب اور بنک مینجر صاحب نے بھی کہ جنہوں نے فروری ۱۹۲۶ء میں سکول کا بنیادی پتھر رکھا تھا چندہ دیا۔ اور جلسہ خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اس تقریب پر فوٹو لئے گئے۔ لیکن مجمع چونکہ بہت بڑا تھا۔ اور منتشر صورت میں تھا۔ اس لئے باوجود کئی گرد یوں میں فوٹو لینے کے سارے کے سارے مجمع کا فوٹو نہ لیا جا سکا

اس تقریب سعید سے پہلے ۱۱ رجون کو عید الاضحیٰ ہوئی تھی۔ جو اڑھائی تین سو کے مرد و زن کے مجمع کے ساتھ میں نے ایکرافول میں جا کر ادا کی۔ اس کے بعد آٹھ بت پرست عاجز کے ہاتھ پر شرک سے توبہ کر کے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور پانچ مسلمان سلسلہ میں داخل ہوئے۔

خاکسار فضل الرحمٰن حکیم از سالٹ پانڈ

مقررہ رقم سے بھی زیادہ دینگے!

ماہ ستمبر ۱۹۲۶ء کے شروع میں بیت المال نے ان تمام جماعتوں کو جن سے چندہ خاص کے وعدے نہیں موصول ہوئے تھے۔ ایک رقم مقرر کر کے اطلاع کی تھی۔ کہ چونکہ انہوں نے فارم نہیں ارسال کیا۔ اور وقت بالکل تھوڑا رہ گیا ہے۔ اس لئے بیت المال کی طرف سے اس قدر رقم مقرر کی جاتی ہے۔ اور جماعتوں کو چاہیئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کے ماتحت ۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء تک اس رقم کو ادا کر دیں۔

جہاں مجھے بہت سی ایسی جماعتوں سے یہ اطلاع آ رہی ہے کہ بیت المال کی مقررہ رقم وقت کے اندر بھیجنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ وہاں ذیل کے دو احباب سے یہ بھی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وہ نہ صرف بیت المال کی مقررہ رقم ارسال کرینگے بلکہ اس سے بھی زیادہ دینگے۔ چنانچہ بابو غلام حسین صاحب از ... (۱) آپ کا ہم سے دو صد چندہ خاص کا مطالبہ ہے مگر ہم خدا کے فضل سے سابلے (۳۰۸) روپیہ آٹھ آنہ چندہ خاص روانہ کر چکے جس سے ... پہونچ چکے ہیں۔ باقی رقم ... انشاء اللہ تعالیٰ ... آپکو بہت جلد بھیجدی جائیگی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۷ / اکتوبر ۱۹۲۷ء

حضرت امام جماعت احمدیہ نے کتاب "بابا نانک کا مذہب" کیوں ضبط کی

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے "بابا نانک کا مذہب" نامی کتاب ضبط فرما کر مذہبی دنیا میں ایسی مثال قائم فرمائی ہے۔ جس کی نظیر زمانہ موجودہ میں تو کیا۔ گذشتہ صدیوں میں بھی ملنی ناممکن ہے۔ اور توقع تھی۔ کہ اس ——— سے وہ لوگ جو ایک دوسرے کے خلاف نہایت درشت کلامی اور بدزبانی سے کام لے رہے ہیں۔ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اسی قسم کی رواداری سے کام لیں گے۔ لیکن یہ دیکھکر ہماری حیرانی کی کوئی حد نہیں رہی۔ کہ سکھ اخبار شیر پنجاب (۲۵ ستمبر) نے اس فعل کو اور ہی نظر سے دیکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

"اس کتاب کو خلاف قانون اور نہایت اشتعال انگیز پاکر قادیان میں اب اس غرض سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر تلف کیا جا رہا ہے۔ کہ پولیس کو اس کا سراغ نہ مل سکے۔ مگر اس کی سینکڑوں کاپیاں جماعت احمدیہ کے اکثر لیڈروں کی طرف سے تقسیم کی گئی ہیں"

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ معاصر مذکور نے یہ جو کچھ لکھا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ پولیس کو سراغ نہ ملنے کے لئے کتاب کو تلف کرنے کا مطلب ہی کیا ہوا۔ اول تو پولیس اس کی تلاش میں نہیں اور پھر جبکہ ہر کتاب کی چند کاپیاں لازمی طور پر پریس کی طرف سے گورنمنٹ کو بھیجی جاتی ہیں۔ تو یہ خیال کرنا کہ سراغ مٹانے کیلئے کتاب تلف کی گئی ہے۔ ہوش مندی سے بہت دور ہے۔ اسی طرح جبکہ یہ کتاب ایک ہزار سے زیادہ چھپی ہی نہیں۔ تو یہ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ کہ "اس کی سینکڑوں کاپیاں جماعت احمدیہ کے اکثر لیڈروں کی طرف سے تقسیم کی گئی ہیں" اس کی ضبطی کا اعلان کرنے سے قبل جبکہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس بارے میں مکمل تحقیقات کا حکم دیا تھا۔ ساتھ ہی اس کی اشاعت بھی قطعی طور پر بند کرادی تھی۔ اور یہ آج سے کئی ماہ پہلے کی بات ہے۔ اس لحاظ سے اس کتاب کی اشاعت اب نہیں بند ہوئی بلکہ آج سے بہت پہلے بند تھی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس کتاب کے متعلق جو حکم نافذ فرمایا۔ وہ نہ تو پولیس کے خطرہ سے اور نہ کسی پر احسان جتانے کے لئے۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے جو پوزیشن عطا کی ہے اور جیسا دردمند خیر خواہ جہاں دل بخشا ہے۔ اس کا تقاضا یہی تھا۔ کہ ایسی تحریر جس سے سکھوں کے دل دکھنے کا احتمال ہو۔ شائع نہ ہونے دیں۔ اور اس کی ممانعت فرما دیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی شان کے مطابق ہی کیا۔ آگے جیسی کسی کی فطرت ہو ویسا اس سے نتیجہ اخذ کر سکتا ہے۔

گورنمنٹ زیادہ سے زیادہ اتنا کر سکتی ہے۔ کہ کوئی کتاب شائع کرنے والے سے یا جس کتب فروش کے پاس وہ کتاب ہو اس سے لے لے۔ ایک ایک خریدار کا پتہ لگانا اور اس سے کتاب لینا یہ گورنمنٹ کیلئے ممکن نہیں۔ لیکن حضرت امام جماعت احمدیہ نے نہ صرف آئندہ کے لئے اس کتاب کی خریداری سے اپنی جماعت کے لوگوں کو منع فرما دیا۔ بلکہ یہ ارشاد بھی فرمایا ہے۔ کہ "جو احمدی اسے خرید چکے ہیں۔ وہ فوراً اس کتاب کو تلف کر دیں۔" اب کوئی احمدی اس کتاب کو اپنے پاس رکھنا جائز نہ سمجھیگا۔ اور اس طرح یہ کتاب نابود ہو جائیگی۔ کیا ممکن تھا۔ کہ گورنمنٹ اس طرح اس کتاب کو ہر شخص سے لیکر تلف کرا سکتی۔

شکر گذار دل اور احسان مند قلب رکھنے والے لوگوں کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی قائم فرمودہ یہ مثال نہایت ہی قابل قدر ہے اور امید ہے۔ عقلمند اور سنجیدہ مزاج سکھ صاحبان بھی ضرور اسے شکر گذاری کی نگاہ سے دیکھیں گے اور مسلمانوں سے اپنے دوستانہ تعلقات استوار کرنے کی کوشش کریں گے۔

یہ اسلام ہی کی پاک اور مقدس تعلیم ہے جس کی وجہ سے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت کے ایک معزز مبلغ کی جو خود پہلے سکھ تھا شائع کردہ کتاب کو سکھ صاحبان کے لئے دل آزار خیال کرکے ضبط فرما لیا۔ ورنہ کسی اور میں اتنی رواداری کہاں ہو سکتی ہے۔ کیا آریوں کی مثال ہمارے سامنے نہیں۔ جن کی مقدس "کتاب ستیارتھ پرکاش" میں سکھوں کے کسی گروکے متعلق نہیں۔ بلکہ حضرت بابا نانک بانی سکھ دھرم کے خلاف نہایت دل آزار الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جن کے خلاف سکھ صاحبان سالہا سال سے صدائے احتجاج بلند کرتے چلے آرہے ہیں۔ مگر آریوں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اور وہ قطعاً اس بات کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کہ ستیارتھ پرکاش کے ان الفاظ کو حذف کردیں۔ پس حضرت امام جماعت احمدیہ نے سکھوں کے مذہبی جذبات کے متعلق یہ مثال قائم فرمائی ہے۔ اسی سے ویدک دھرم اور اسلام کی رواداری کا موازنہ کیا جا سکتا ہے۔ اور سکھ صاحبان دیکھ سکتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ تعلق قائم رکھنا ان کےلئے مفید ہو سکتا ہے۔ یا ہندوؤں کے ساتھ۔

کتاب راجپال کو دوبارہ شائع کرنے والے کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ

کتاب راجپال کے ہندی ایڈیشن کو نہ صرف صوبہ متحدہ کی گورنمنٹ نے ضبط کر لیا۔ بلکہ گورنمنٹ ہند نے تمام برطانوی ہند میں اس کی اشاعت ممنوع قرار دیدی۔ لیکن تا حال اس ناپاک کتاب کو ہندی کا لباس پہنا کر دوبارہ شائع کرنے والے کے متعلق کسی قانونی کارروائی کے متعلق کچھ نہیں معلوم ہوا۔ حالانکہ جسٹس دلیپ سنگھ نے باوجود راجپال کو بری کرنے کے اس کتاب کو نہایت اشتعال خیز اور نفرت انگیز قرار دیا تھا اور راجپال کو محض اس تاویل کی وجہ سے رہا کیا تھا۔ کہ دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت اس کا جرم نہیں آتا۔ اور کوئی اور دفعہ تعزیرات ہند میں ایسے جرم پر عائد نہیں ہوتی۔ مگر پنجاب ہائی کورٹ کے ڈویژنل بینچ نے ورتمان کے مقدمہ میں اس بات کو صاف کر دیا ہے کہ دفعہ ۱۵۳ الف ایسے جرم پر صفائی کے ساتھ اور بلا شبہ عاید ہوتی ہے۔ اسی لئے ورتمان کے ایڈیٹر اور مضمون نگار کو سزا دی گئی۔ پس کتاب راجپال کا ہندی ایڈیشن شائع کرنے والے فتنہ پرداز شخص جدیو پرشاد کے خلاف ضرور قانونی کارروائی ہونی چاہیئے۔ جس نے بنارس سے اس کتاب کو دس ہزار کی تعداد میں شائع کرکے طول و عرض ہند میں پہنچایا اس بدسرشت انسان کا جرم راجپال سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

کیونکہ اس نے محض مسلمانوں کی دل آزاری اور فتنہ پردازی کی نیت سے جان بوجھکر اس کی دوبارہ اشاعت کے جرم کا ارتکاب کیا۔ پس صوبہ متحدہ کی گورنمنٹ کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اس شخص کے خلاف مقدمہ دائر کرے اور اسے کیفر کردار کو پہنچائے۔ صوبہ متحدہ کی ہائی کورٹ کالی چرن کے مقدمہ میں دفعہ ۱۵۳ الف کی جو تشریح کر چکی۔ اور جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ کو مسترد کر چکی ہے۔ اس کا بھی یہی تقاضا ہے کہ راجپال کی کتاب کو دوبارہ شائع کرنے کو جرم قرار دے۔

کون احسان فراموش ہے

مہاشہ کرشن صاحب ایڈیٹر پرتاپ نے شملہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"مسلم اخبارات ہمیشہ آریہ سماجیوں پر حملے کرنے سے ہی لبریز ہوتے ہیں۔ اور اس فہرست میں احمدیوں کا بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ حالانکہ کچھ عرصہ ہوا ہے۔ کہ کابل میں جب ان کے ایک مبلغ کو سنگسار کر کے ہلاک کیا گیا۔ تو اس وقت آریہ سماج نے احمدیوں سے بڑی پوری ہمدردی کی تھی۔" (تیج ۱۶ ستمبر)

گویا آپ ان الفاظ میں یہ جتلانا چاہتے ہیں۔ کہ احمدیوں نے اس ہمدردی کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ اور آریہ سماج پر حملے کر رہے ہیں۔ یعنی آپ احمدیہ جماعت کو احسان فراموش ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ مگر مہاشہ جی کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ احمدی احسان فراموش نہیں۔ بلکہ اپنی مقدس کتاب کے حکم ھل جزاء الاحسان الا الاحسان پر پوری طرح کاربند ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ سوامی شردھانند کے قتل پر سب سے پہلے جماعت احمدیہ نے ہی من حیث القوم اظہار ناپسندیدگی کیا تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ آریہ سماج کے بانی کی زندگی میں ایسے واقعات موجود ہیں۔ جن سے ان کی احسان فراموشی کا ثبوت مل سکتا ہے چنانچہ ایک واقعہ کو مہاشہ صاحب نے خود ہی اس تقریر میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"جب سوامی دیانند جی کی تعلیم سے ناراض ہو کر برہمو سماج والوں نے سوامی جی کو لاہور میں پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ تو ڈاکٹر رحیم خاں نے جو مسلمان تھے سوامی جی کی مہمانداری کی" (تیج ۱۶ ستمبر)

ان الفاظ سے جہاں یہ ثابت ہے کہ سوامی جی کی تعلیم اس قدر دل آزار تھی۔ کہ ان کی اپنی قوم نے ان کو پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ وہاں رسول عربی کے پیرو ان کی فراخ حوصلگی بھی عیاں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے صرف یہی نہیں۔ کہ سوامی جی کو پناہ دی۔ بلکہ اپنے مکان پر ان کے لیکچروں کا بھی انتظام کر دیا۔ مگر اس تمام شفقت اور احسان کا جو بدلہ سوامی جی نے دیا وہ یہ تھا کہ آپ نے مسلمانوں کی پناہ میں بیٹھ کر ان کے مذہب کے خلاف بدزبانی شروع کر دی۔ جس کے صد درجہ اشتعال انگیز ہونے کی دلیل مہاشہ صاحب موصوف کے مفصلہ ذیل الفاظ ہیں۔

"اس پر ایک دوست نے سوامی جی سے یہ کہا۔ کہ اپنے اس رویہ کی وجہ سے آپ کو یہاں سے بھی نکلنا پڑیگا" (تیج ۱۶ ستمبر)

گویا آپ کا رویہ اس قدر دل آزار تھا۔ کہ آپ کے دوست تک اس کا احساس رکھتے تھے۔ اور آپ کو اس کی اصلاح کی طرف متوجہ کرتے تھے۔

کیا آریہ سماجی اس پر غور کرینگے۔ کہ اس سے زیادہ احسان فراموشی کی مثال کوئی اور ہو سکتی ہے۔

کرپان کے متعلق خطرناک تحریک

اگرچہ متعدد واقعات ایسے ہو چکے ہیں جن میں سکھوں نے کرپان کو بطور آلہ قتل استعمال کیا۔ اور کئی نہتے انسانوں کا خون اس کے ذریعہ بہایا۔ لیکن باوجود اس کے سکھوں کی طرف سے کہا جاتا تھا۔ کہ کرپان ان کا مذہبی نشان ہے اسے ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا ان کے نزدیک جائز نہیں اور جن لوگوں نے ایسا کیا ہے۔ غلطی کی ہے۔ مگر ایک سکھ اخبار "کرپان بہادر" نے حال میں کرپان کے استعمال کے متعلق جو الفاظ لکھے ہیں۔ وہ نہایت خطرناک اور فتنہ انگیز ہیں۔ چنانچہ اخبار مذکور نے لکھا۔

"ہماری رائے یہ ہے۔ کہ جو لوگ (گرنتھ صاحب کی) بے حرمتی کے مرتکب ہوئے انہیں گرفتاری کے بعد پولیس کے حوالے کیوں کیا گیا۔ اور کیوں نہ ان کا اسی مقام پر اسی وقت فیصلہ کر دیا گیا۔ ہم یہ الفاظ کسی کو اشتعال دلانے کے لئے نہیں لکھ رہے۔ بلکہ سکھوں کو گورو صاحبان کا حکم یاد دلاتے ہیں۔ وہ حکم یہ ہے۔ کسی سکھ کو اپنے گورو کی بے حرمتی برداشت نہیں کرنی چاہیئے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ ایسے مجرم کو کرپان کے ذریعہ سے کیفر کردار تک پہونچائے۔"

(از سول ۲۳ ستمبر)

یہ الفاظ ایک ایسے واقعہ پر لکھے گئے۔ جس میں ضلع جھنگ کے موضع شیخ چوہڑ کے ایک مسلمان پر گرنتھ صاحب کی بے حرمتی کرنے کا الزام تھا۔ اور جسے سکھوں نے پولیس کے سپرد کیا تھا۔ آخر مقدمہ عدالت تک پہونچا۔ اور کنور بھان [illegible] مجسٹریٹ درجہ اول نے ملزم کو بے قصور پا کر بری کر دیا۔ ان الفاظ میں ایک سکھ اخبار کا کرپان کے استعمال کی تحریک کرنا نہایت ہی فتنہ انگیز حرکت اور ملک کے امن وامان کو برباد کرنے والی تحریک ہے جس کی طرف گورنمنٹ کا متوجہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ سکھوں کو کرپان جسے عام فہم طور پر تلوار کہنا چاہیئے۔ رکھنے کی گورنمنٹ نے کھلی اجازت دے رکھی ہے۔ اور ہر اس شخص کو جسے کوئی سکھ اپنے گورو کی بے حرمتی کرنے والا سمجھے۔ کرپان کے ذریعہ کیفر کردار تک پہنچانے کا حکم اپنے گورو کی طرف سے کرپان بہادر نے پہونچا دیا ہے۔ اس کا جو نتیجہ نکل سکتا ہے اور نکل رہا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ایک مسلح قوم کے مقابلہ میں دوسروں کو غیر مسلح رہنے پر مجبور نہ کرے۔ بلکہ ان کو اپنی حفاظت کرنے کے لئے ضروری سامان رکھنے کی اسی طرح کھلی اجازت دے جس طرح سکھوں کو کرپان رکھنے کی ہے۔

راجپال سے لڑنے والے کو سزا

راجپال پر حملہ کرنے والے ملزم کے مقدمہ کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے جس سرعت سے فیصلہ کیا ہے۔ وہ اس لحاظ سے قابل تعریف ہو تو ہو۔ کہ ہر فتنہ کو جلد سے جلد دبا دینا اور اس کا انسداد کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ بات ضرور قابل افسوس ہے کہ ملزم کسی قسم کی قانونی امداد نہ حاصل کر سکا۔ اور کوئی وکیل مقرر نہ کر سکا۔ ورنہ اس واقعہ کے کئی پہلو ایسے تھے جن کی طرف عدالت کی توجہ مبذول کرانا نہایت ضروری تھا۔ اور امید کی جا سکتی تھی۔ کہ عدالت پر اگر پوری وضاحت سے وہ باتیں ظاہر کی جاتیں تو ضرور فیصلہ کرتے وقت ان کو مد نظر رکھتی۔ اور ملزم کو اتنی سخت سزا نہ ملتی۔ مثلاً ملزم کا ایسے وقت میں راجپال سے گتھم گتھا ہونا جبکہ دوکان پر اور کئی آدمی موجود تھے۔ اور ایسے وقت آنا جبکہ بازار میں عام لوگ چلتے پھرتے ہیں۔ پھر حملہ کا آلہ ایک معمولی چاقو پایا جانا وغیرہ وہ شخص جو کسی کے قتل کے ارادہ سے ایک شارع عام پر ۹ بجے کے قریب معمولی چاقو لیکر جاتا۔ اور پھر کئی آدمیوں کی موجودگی میں حملہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ وہ یا تو پاگل ہے۔ یا پھر اس کا ارادہ قتل کا نہیں ہو سکتا اور جھگڑے کی وجہ کوئی اور ہوگی۔ بہرحال یہ باتیں ایسی ہیں جو محتاج توجہ ہیں۔ اور امید ہے۔ اگر ملزم کی طرف سے اپیل ہوا۔ تو عدالت بالا ان پر غور کریگی۔ علاوہ ازیں عدالت کو اس نکتہ کی طرف بھی توجہ دلانی ضروری ہے جو سر شفیع نے راجپال پر حملہ کے متعلق اظہار رائے کرتے ہوئے بیان کیا۔ اور وہ یہ ہے کہ راجپال پر حملہ "رنگیلا رسول" کی دوبارہ اشاعت کے اعلان سے اشتعال میں آ جانے کا نتیجہ ہے۔ اور اشتعال یقیناً کسی فعل کی نوعیت کو بالکل بدل دیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح شملہ میں دعوتوں اور ملاقاتوں کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح کے شملہ میں قیام کا آخری ہفتہ دعوتوں اور ملاقاتوں کا ہفتہ کہلا سکتا ہے۔ اگرچہ آپ جب سے تشریف لائے ہیں۔ ملاقاتوں اور دعوتوں کا سلسلہ برابر جاری رہا ہے۔ کبھی آپ کے ہاں بعض لیڈران ملک اور دوسرے معززین مدعو تھے۔ اور کبھی آپ۔ مگر یہ ہفتہ خصوصیت سے ایسی ہی مصروفیتوں کا رہا۔ میں ان میں سے بعض کا ذکر محض اس لئے کر دیتا ہوں۔ کہ وہ تاریخ سلسلہ کا ایک جزو ہیں۔ اور انشاء اللہ العزیز عظیم الشان نتائج کی بنا اساس ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کی حالت تو بدستور ہے۔ اور آپ کی مصروفیتوں میں روز افزوں اضافہ ہے۔ میں نے نہیں دیکھا۔ کہ کوئی دن ایسا گذرا ہو کہ آپ کو ایک بجے رات سے پہلے بستر پر جانے کا موقعہ ملا ہو۔ بلکہ بعض اوقات اس سے زیادہ دیر کر کے سونا پڑا۔ اس قسم کی متواتر بے خوابیوں اور محنت کا اثر آپ کے چہرہ پر نمایاں ہے۔ میں کہوں گا۔ کہ صحت کے لحاظ سے شملہ کے سفر نے حضرت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ ہاں سلسلہ کی عظمت اور شوکت کا سکہ بیٹھ گیا۔ اور یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ذاتی قربانی کا نتیجہ ہے۔ لوگ شملہ آتے ہیں۔ کہ آرام کریں لطف زندگی اٹھائیں۔ مگر اسلام اور اہل اسلام کا حقیقی خادم غم ملت سے نڈھال اپنے وقت۔ آرام اور مال کو قربان کر کے چاہتا ہے۔ کہ اپنی قوم اور مذہب کو غیروں کے حملوں سے بچائے اور اپنے محسن و آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں عملاً کہتا ہے۔

دریں ہنگام پر آتش بخواب خوش چساں خسپم
زماں فریاد میدارد کہ بشتابید نصرت را

میں انشاء اللہ بہت ہی قریبی اشاعت میں سفر شملہ پر ایک تبصرہ لکھوں گا۔ اب میں مختصراً ان ملاقاتوں اور دعوتوں کا ذکر کر دیتا ہوں۔

مہاراجہ [illegible] اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

مہاراجہ صاحب [illegible] موتمر اتحاد کے سلسلہ میں شملہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں۔ موتمر کے اجلاس [illegible] تھوڑی دیر کے لئے آئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے ماتحت مکرمی ڈاکٹر صادق صاحب نے مہاراجہ صاحب سے انکے فرودگاہ پر جا کر ملاقات کی۔ مہاراجہ صاحب نہایت اخلاق اور محبت سے پیش آئے۔ لنڈن مسجد کے افتتاح کی تقریب پر مہاراجہ صاحب انگلستان میں تھے۔ ان کی خدمت میں دعوتی چٹھی بھیجی گئی تھی۔ جس اخلاص اور گرم جوشی سے آپ نے اس تقریب پر لنڈن سے باہر ہونے کے باعث شامل نہ ہو سکنے کا افسوس کیا۔ اس نے ہمارے دلوں پر گہرا اثر کیا تھا۔ لنڈن پہنچنے پر عرفانی ہائیڈ پارک ہوٹل میں مہاراجہ صاحب سے ملاقات کے لئے گیا۔ لیکن وہ ہندوستان کے لئے رخت سفر باندھ رہے تھے۔ اور ملاقات نہ ہو سکی۔ خدا کی شان ہے۔ کہ وہ مقصد شملہ کی چوٹیوں پر ڈاکٹر صادق کے ذریعہ پورا ہو گیا۔ ڈاکٹر صادق نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے چند کتابیں پیش کیں۔ اور کچھ دیر تک سلسلہ کے متعلق تبادلہ خیالات رہا۔ مہاراجہ صاحب نے کتابوں کو نہایت خوشی سے لیا۔ الور کے دینی مدارس کے متعلق کوئی گفتگو کا موقعہ نہیں مل سکا۔ تاہم سلسلہ کی طرف سے اس کے متعلق باقاعدہ کاروائی ہو رہی ہے۔

دیوان عبد الحمید صاحب، پرائم منسٹر کپورتھلہ کی دعوت

دیوان عبد الحمید صاحب پرائم منسٹر کپورتھلہ اسلام کے ان چند نامور فرزندوں میں سے ایک ہیں جو دینی قابلیت اور حسن انتظام کا عملی نمونہ دکھا رہے ہیں۔ ریاست کپورتھلہ میں سرکار مہاراجہ صاحب کے حضر و سفر کی حالت میں ریاست کی انتظامی عنان کو جس بیدار مغزی سے سنبھالے رکھتے ہیں۔ وہ ہر طرح قابل تحسین ہے۔ آپ ایک بے تعصب مسلمان ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعوت چاء میں شریک ہوئے۔ اور خود حضرت کو اپنے ہاں دعوت طعام پر مدعو کیا۔ دیوان صاحب احمدی نہیں۔ لیکن انہوں نے اپنے اسلامی اخلاق سے ظاہر کیا ہے۔ کہ محض اختلاف رائے اور عقیدہ ہم کو ایک دوسرے سے سوشل تعلقات کو بڑھانے سے مانع نہیں ہونا چاہیئے۔ ریاست کپورتھلہ سے سلسلہ احمدیہ کے تعلقات بہت دیرینہ ہیں۔ جن کی کسی قدر تفصیل میں نے حیات النبی کی جلد اوّل میں دی ہے۔ مہاراجہ صاحب بہادر کی بے تعصبی اور رعایا پروری اپنی آپ نظیر ہے۔ آپ نے اپنی ریاست میں ایک عالی شان مسجد تعمیر کرا کے ثابت کر دیا ہے۔ کہ حقیقی بے تعصبی کیا ہوتی ہے۔ اور دیوان عبد الحمید صاحب کو قلمدان وزارت دیکر اس بے تعصبی میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ دیوان صاحب نے اپنے عمل سے دکھا دیا ہے۔ کہ مسلمان اپنے آقا کے ساتھ کیسی جان نثاری اور وفاداری کر سکتے ہیں۔

سروجنی نائیڈو حضرت کے دستر خوان پر

سروجنی نائیڈو ہندوستان کی مشہور سیاسی رہنما عورت ہے۔ جس نے اپنی زندگی کو اہل ملک کی سیاسی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ ہندوستان کی مشہور سیاسی مجلس کانگریس کی صدارت بھی کر چکی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے انہیں دعوت لنچ پر مدعو کیا۔ اور وہ نہایت اخلاص اور ارادت سے تشریف لائیں۔ انہوں نے اسلام کے متعلق جو تقریریں وقتاً فوقتاً کی ہیں۔ ان سے ان کی وسعت معلومات اور غیر متعصبانہ روح کا پتہ ملتا ہے۔ میز پر ہندو مسلمان اتحاد کے لئے اپنے جذبات اور خیالات کا اظہار کرتی رہیں۔ اور ملک کی بہتری کے لئے ہندوستان کی دو بڑی قوموں میں اتحاد و محبت کی جس قدر ضرورت ہے۔ اس کے لئے انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سروجنی دیوی بنگالی نژاد اور ایک فصیح البیان خاتون ہیں۔ اس تقریب دعوت پر وہ ملکی حالات کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کرتی رہیں۔ اور مختلف سیاسی لیڈروں کے ان خیالات کا بھی انہوں نے ذکر کیا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق وہ اپنی مجلسوں میں ظاہر کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ ایک موقع پر مسٹر جناح نے نہایت ہی محبت سے اعتراف کے طور پر کہا کہ کام کرنا تو حضرت خلیفۃ المسیح کی جماعت جانتی ہے۔ جو نہایت مستعدی سے کسی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔ اسی سلسلہ میں وہ جماعت کے نظام اور اس کی عملی قوت کے متعلق اپنے خیالات کا اور دوسرے لیڈروں کے خیالات کا اظہار کرتی رہیں۔

جماعت کے نظام کے متعلق ایک عام اعتراف پایا جاتا ہے۔ سروجنی دیوی قریباً دو گھنٹہ تک رہیں۔ اور روانگی کے وقت انہوں نے کسی موقعہ پر قادیان آنے کا بھی وعدہ کیا۔ اور حضرت سے خواہش کی کہ برہمو مندر میں راجہ رام موہن رائے صاحب کی برسی کے جلسہ پر تشریف لائیں۔ چنانچہ حضرت نے وعدہ فرما لیا۔ چونکہ آج ہی حضرت خلیفۃ المسیح نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی ملاقات کے لئے سیسل ہوٹل میں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ وہاں سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے گئے۔ سروجنی دیوی کی تقریر ابھی ہو رہی تھی۔ اس کے بعد جلسہ ختم ہو گیا۔ دیوی صاحبہ سلسلہ احمدیہ کے بعض افراد سے ذاتی طور پر اس سے پہلے بھی واقف ہیں۔ افریقہ میں بھی جا چکی ہیں۔ اور وہاں کے ہندوستانیوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے پوری کوشش کرتی رہی ہیں۔ ان کی زندگی اب ملک کی خدمت میں گذرتی ہے۔ وہ عام طور پر ہمیشہ دیسی لباس پہنتی ہیں۔ اور اسی کو پسند کرتی ہیں۔

نواب صاحب مالیر کوٹلہ سے ملاقات

ہز ہائی نس نواب صاحب مالیر کوٹلہ بھی آجکل شملہ پر تشریف فرما ہیں۔ آپ کا گیسٹ ہوس (ہوٹل اوک نام) کنگزلی کے جوار میں واقعہ ہے۔ لیکن آپ مشوبرا میں رہتے ہیں۔ ۲۷ر ستمبر ۱۹۲۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح نے نواب صاحب سے ملاقات فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح جب مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے تھے۔ تو نواب صاحب نے خود تشریف لاکر اپنے اخلاق اسلامی کا نمونہ دکھایا تھا۔ حقیقت میں جب تک مسلمانوں کے والیان ریاست میں اس قسم کی اخلاقی عظمت اور سادگی پیدا نہ ہو۔ اسلام کی عملی اخلاقی تاثیرات کے دیکھنے والوں کو تعجب ہوتا ہے۔ ریاست مالیر کوٹلہ کی تاریخ میں یہ امر نمایاں ہے۔ کہ وہ ہمیشہ سے اولیاء اللہ اور صلحائے وقت سے بعزت واحترام پیش آتی رہی ہے۔ حضرت صدر جہان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جس ارادت اور عقیدت کا اظہار اپنے عہد میں ہوا۔ وہ ایک مسلمہ تاریخی شہادت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جیسا کہ پہلے سے قرار پاچکا تھا سیسل ہوٹل میں نواب صاحب ممدوح سے ملاقات فرمائی۔ نواب صاحب اپنی کوٹھی مشوبرا سے وہاں تشریف لائے۔ عام طور پر آپ نے ملاقاتیوں کے آرام وسہولت کے لئے اسی ہوٹل میں چند کمرے لیکر ملاقات کا انتظام کر رکھا ہے۔ حال میں نواب صاحب نے مالیر کوٹلہ کی مجلس میلاد کے لئے ایک گرانقدر رقم دیکر اپنی عقیدت کا اظہار فرمایا۔ یہ ظاہر امر ہے۔ کہ یہ ملاقات اسلامی اخلاص واخلاق کا ایک خوشگوار نمونہ تھی۔

جمعیۃ الاخوان شملہ کا قیام

۲۵ر ستمبر ۱۹۲۷ء کو کنگزلے کے بالائی صحن میں دردمند مسلمانان شملہ کا ایک اجلاس ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس اجلاس کے صدر تھے۔ احمدی اور غیر احمدی مسلمانوں کا یہ مشترکہ اجلاس جمعیۃ الاخوان کی تاسیس کے لئے ہوا تھا۔ قارئین الفضل کو معلوم ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر "مسلمانوں کی انفرادی اور قومی ذمہ داریوں" کے دوران میں تاسیس جمعیۃ الاخوان کی تحریک فرمائی تھی۔ یہ تحریک بہرے کانوں پر نہیں پڑی۔ اور دردمند دلوں میں عملی کام کے لئے موثر ہو رہی ہے۔ یہ جلسہ ابتدائی تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر میں اتحاد کی ضرورت پر قرآن مجید کی آیات سے نہایت ہی اچھوتے نکات بیان فرمائے۔ اور جمعیۃ الاخوان کی تاسیس کے لئے توجہ دلاتے ہوئے آپ نے ان مشکلات سے بھی احباب کو آگاہ فرمایا۔ جو کام کرنے والوں کی راہ میں آتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہر ممبر سے یہ عہد لیا جاوے۔ کہ جو کام اسے اس غرض کے لئے دیا جاوے گا۔ وہ اس کے کرنے کے لئے تیار رہے گا۔ اس عہد سے وہ جھگڑے پیدا نہ ہونگے۔ جو عہدوں کی تقسیم اور حصول کے متعلق بدقسمتی سے انجمنوں اور مجالس میں ہو جاتے ہیں۔ اور ایک نہایت ضروری امر آپ نے یہ بتایا۔ کہ مذہبی مسائل پر اس جمعیۃ میں ہرگز بحث نہ ہو۔ اور نہ یہ مجلس ایسے امور میں دخل دے۔ ہر فرقہ کا مسلمان بالغ ممبر اس میں شریک ہو۔ اور کوئی چندہ لازمی نہ ہو۔ حضرت کی تقریر پر حاضرین نے مجلس کے قیام کی تجویز منظور کرکے ایک دوسرا جلسہ کی تجویز کی تاکہ ضروری کارکنوں اور عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں آکر باقاعدہ عملی کام شروع ہو جاوے۔ جلسہ کے اختتام پر حاضرین کی تواضع چاء سے کی گئی۔ جو جماعت احمدیہ شملہ نے پیش کی۔

آنریبل سردار جوگندر سنگھ صاحب کی دعوت

آنریبل سردار جوگندر سنگھ صاحب وزیر زراعت پنجاب نے ۲۸ر ستمبر ۱۹۲۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح کو مع آپ کے خدام کے لنچ کی دعوت دی۔ آنریبل وزیر زراعت قادیان تشریف لے جاچکے ہیں۔ انہوں نے اپنی بے تعصبی کا اظہار وہاں بھی حضرت خلیفۃ المسیح کی دعوت قبول فرماکر دیا تھا۔ اور یہاں شملہ میں خود مدعو کرکے اپنے خاندانی تعلقات کو بڑھایا۔ آنریبل جوگندر سنگھ صاحب کی علمی قابلیت اور تجربہ کاری کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا۔ کہ وہ پنجاب کے وزیر زراعت ہیں۔ مجھے ذاتی طور پر ان سے ملنے کا موقعہ ہوا ہے۔ اور اس دعوت کی تقریب پر بھی انکے خیالات سننے کا خوشگوار اتفاق ہوا۔ آنریبل سردار جوگندر سنگھ صاحب کو اپنے ملک کی اقتصادی حالت کی اصلاح اور بھلائی کا بے حد خیال ہے۔ اور وہ ملک میں امن وامان کے دل سے خواہشمند ہیں۔ ہندو مسلمانوں کے گذشتہ مناقشات اور فسادات سے انہیں بہت صدمہ ہوا ہے۔ اور اس قسم کے فرقہ وارانہ فسادات کو ملک کی ترقی کے لئے وہ خطرناک روک سمجھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے نہایت مخلصانہ طور پر انھوں نے ان فسادات کو امن اور صلح سے بدل دینے کی ہر ممکن کوشش کی خواہش کی اور حضرت کی ان تجاویز کو جو موتمر کانفرنس میں آپ نے پیش کی تھیں۔ پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ اور مشورہ دیا۔ کہ ملک میں دستکاری اور خصوصاً کپڑا بننے کی دستکاری کو جاری کرنے کی تجاویز کو وسعت دیجاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی اس تجویز کو بھی انہوں نے بہت پسند کیا۔ کہ مقامی صلح کے بورڈ قائم کئے جاویں۔ اس دو تین گھنٹہ کی صحبت میں وزیر صاحب ملک کی بہتری اور فلاح کے مختلف پہلوؤں پر تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ اہل پنجاب ایسے لوگوں پر جس قدر فخر کریں وہ کم ہے۔ جو اپنے گھروں اور پرائیویٹ مجلسوں میں بھی ان کی بہتری کے خیال کو ترک نہیں کرتے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ آنریبل سردار جوگندر سنگھ صاحب ہر ایسی تحریک کی عملی مدد کے لئے تیار رہیں۔ جو ملک میں صنعت و حرفت کی ترقی کے لئے کی جاوے۔ اور لوگوں کو بیکاری کی بلا سے بچانے میں ممد ہو۔ اس قسم کی تحریکوں سے ملک میں خوشحالی اور فارغ البالی کے پیدا ہونے کی بہت بڑی امید ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے دعوت چاء

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۹ر ستمبر ۱۹۲۷ء کو ساڑھے چار بجے ہوٹل سیسل میں یورپین اور دیسی شرفاء کو چاء کی دعوت دی ہے۔ اس قسم کی دعوتیں باہمی ملاقات اور تبادلہ خیالات سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور ملک میں امن کو قائم رکھنے اور ملک کی اخلاقی اور اقتصادی حالت کی اصلاح اور بھلائی کے لئے جدید راستے پیدا ہو جاتے ہیں۔ شملہ جیسے مقام پر جہاں موسم کے خاتمہ پر خصوصیت سے اس قسم کی خوشگوار مصروفیتیں ہوتی ہیں۔ بہت پہلے سے ایسی پارٹیوں کا انتظام کرنا ضروری ہوتا ہے۔ باوجود لوگوں کی مختلف مصروفیتوں کے اس وقت تک متعدد خطوط قبولیت کے آچکے ہیں۔

موتمر اتحاد کا خاتمہ

موتمر اتحاد جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں بظاہر ختم ہو چکی ہے۔ جو سب کمیٹی گائے کشی اور باجے کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ اس نے اپنی رپورٹ پیش کر دی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ وہ متفقہ رپورٹ نہیں تھی۔ اس لئے کہ فریقین ایک دوسرے کی تجاویز کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ تاہم بعض امور پر اتفاق بھی تھا۔ بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریک کے موافق یہ قرار پایا۔ کہ مقامی مصالحتی بورڈ قائم کرنے کے لئے اپیل کیجاوے۔ اور ایک مشترکہ بیان شائع کر دیا جاوے۔ جس میں صاف طور پر اظہار ہو۔ کہ گو مجلس پورے طور پر تصفیہ اور سمجھوتہ مطالبات کا نہیں کر سکی۔ لیکن اس کی کوشش جاری رہے گی۔ جب تک آخری فیصلہ شائع ہو۔ ہندو مسلمان ہر جگہ امن کو قائم رکھنے کی پوری کوشش کریں گے۔ پچھلے فسادات پر جو موتمر اتحاد کے دوران میں خصوصاً پہلا اپیل شائع کرنے کے بعد ہوئے مجلس نے اظہار افسوس کیا۔ مسٹر جناح ۲ ہفتہ کے اندر پھر کانفرنس کا اجلاس بلائیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے مجلس اتحاد میں اپنی باقاعدگی اور کام میں عملی دلچسپی لینے سے خاص اثر پیدا کیا۔ موتمر کے کسی اجلاس میں آپ نے کسی عذر پر بھی غیر حاضری نہ کی۔ اور مسلمان احباب نے مجلس مشاورت جب منعقد کی اس میں خود شریک ہوئے۔ اور صرف ایک یا دو موقعوں پر آپ نے اپنا قائمقام کو بھیجا۔

مگر وہ بھی ایسے حالات میں جبکہ مجلس میں کوئی امر اہم طے ہونیوالا نہ تھا۔ میں ایک جداگانہ مضمون میں دکھاؤں گا۔ (انشاء اللہ) کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے عملی اتحاد کے لئے اپنے طرز عمل سے کیا سبق دیا ہے۔ اگر مسلمانوں میں اس قسم کی روح پیدا ہو جائے۔ تو خدا کے فضل سے ایک ہی دن میں ان کی مشکلات کا حل ہو جائے۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کا طرز عمل

خواجہ حسن نظامی صاحب نے اتحاد فی العمل کا جو نمونہ باوجود احمدیوں سے اختلاف رکھنے کے دکھایا ہے۔ وہ قابل قدر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی ان تمام تحریکات میں جو آپ اہل اسلام کیلئے کر رہے ہیں۔ حصہ لینے اور اپنے رفقاء کو شریک کار ہونیکا انہوں نے اعلان کر دیا تھا جب حضرت شملہ پہنچے۔ اور آپ نے تحفظ ناموس انبیاء کے قانون وغیرہ کے متعلق عملی کارروائی شروع کی اور بعض لیڈروں کو خطوط لکھے تھے خواجہ حسن نظامی صاحب کو بھی حضرت نے ایک مکتوب بھیجا۔ خواجہ صاحب نے نہایت انشراح کے ساتھ حضرت کی تمام تجاویز سے اتفاق فرمایا اور اسطرح پر مسلمانوں کو بتایا۔ کہ حرمت اسلام کیلئے کسطرح ہم ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو سکتے ہیں۔

سلسلہ کی خدمات کا اعتراف

اسلام نے حق شناسی اور حق گوئی کی تعلیم دی ہے۔ اور من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کہکر حضرت نبی کریم صلعم نے ایک ایسے عظیم الشان اخلاقی مقام پر انسان کو پہنچانا چاہا ہے جہاں اسکی اخلاقی قوتوں میں نشوونما کی روح مضبوط ہوتی ہے۔ اور دوسروں سے محبت و ہمدردی کے جذبات ابھر آتے ہیں۔ سلسلہ احمدیہ نے اپنے آغاز سے اسوقت تک جو خدمات اسلام اور اہل اسلام کیلئے کی ہیں اور کر رہا ہے۔ انپر تبصرہ کرنیکا یہ مقام نہیں۔ لیکن میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر اس امر کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ وہ رو جو سلسلہ کیساتھ مخالفت اور عداوت کی تھی خدا کے فضل سے محبت اور اخلاص کیساتھ بدل گئی ہے۔ اور اب ملک کے سنجیدہ اور فہیم طبقہ کے لوگ اور ملکی خدمت میں رہنمایانہ حصہ لینے والے لوگ اعتراف کرنے لگے ہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ نہایت اخلاص سے ملک و ملت کی خدمت کر رہا ہے چنانچہ معزز ہمعصر ہمدرد دہلی میں ہمدرد کے وقائع نگار خصوصی نے شملہ کے حالات لکھتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں انکو ہدیہ ناظرین کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ "قادیانی حضرات کی مساعی جمیلہ" کے عنوان سے لکھا ہے۔ "ناشکر گذاری ہو گی۔ اگر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور انکی منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کیلئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاسیات میں دلچسپی سے حصہ لے رہے ہیں۔ تو دوسری طرف وہ مسلمانوں کی تنظیم و تبلیغ و تعلیم و تجارت میں انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم کیلئے بالعموم اور ان اشخاص کیلئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبد دل میں بیٹھ کر خدمات اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہو گا جن اصحاب کو جماعت قادیان کے اس جلسہ عام میں جسمیں مرزا صاحب موصوف نے اپنے عزائم اور طریق کار پر اظہار خیالات فرمایا۔ شرکت کا فخر حاصل ہوا ہے۔ وہ ہمارے خیال کی تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتے"۔ معزز ہمدرد کے ان خیالات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے میں احباب جماعت سے کہنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اپنی ذمہ داری کو سوچیں۔ کہ لوگ ہمارا نمونہ کسقدر دیکھ رہے ہیں۔ اور ملک اور ملت کی توقعات ان سے کیا ہیں۔ ایک طرف انہیں ملک میں عام امن اور دوسری قوموں کیساتھ رواداری اور محبت کے جذبات کو پیدا کرکے ایک متحدہ قومیت کی بنیادیں انہیں رکھنا اور اسپر ایک شاندار قصر تعمیر کرنا ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں میں ایسی بیداری پیدا کرنا ہے جو ملک میں امن اور اتحاد کے سلسلوں کو مضبوط کرتے ہوئے انکی اخلاقی روحانی۔ تعلیمی اور اقتصادی حالت کو بلند کرے۔ یہ مقصد جسقدر عظیم الشان ہے اسکے لئے اتنی ہی بڑی قربانیوں کی

ترقی اسلام قادیان کی تبلیغی مساعی

منصوری ۲۱ ستمبر۔ زیر اہتمام مجلس تنظیم منصوری ۱۶۔۱۷۔۱۸ ستمبر ۱۹۲۷ء کو ٹاؤن ہال میں زیر صدارت جناب حاجی کنور اسمٰعیل علی خان صاحب رئیس اسرائل و میونسپل کمشنر مسلمانان منصوری کا ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں کہ شیعہ۔ سُنی۔ احمدی۔ دیوبندی۔ غرضیکہ جملہ فرقہ ہائے اسلامیہ کے علماء نے تقریریں کر کے اشتراک عمل کا سبق مسلمانوں کو دیا۔ رفتار زمانہ سے آگاہ کرتے ہوئے اتفاق اور اتحاد کی بے حد تلقین فرمائی۔ اس امر کا خاص طور پر خیال رکھا گیا تھا۔ کہ کسی غیر مذہب پر کوئی حملہ نہ کیا جائے۔ اور غیر مسلم حاضرین جلسہ کے احساسات کو ٹھیس نہ لگے۔ علماء کرام نے اسلامی رواداری اور اخلاق حسنہ کا پورا پورا ثبوت دیا۔ جلسہ کی کارروائی ۱۶ ستمبر کی رات کو ۹ بجے شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب صدر نے خطبہ صدارت پڑھا۔ اور مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اگر وہ کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہوں۔ اور غیروں کے بھروسہ پر نہ رہیں۔ اس کے بعد جناب عبدالمجید صاحب قرشی مدیر تنظیم امرتسر نے ایک پُر معارف تقریر فرمائی۔ اور تنظیم کے معانی۔ تنظیم کی ضرورت۔ تنظیم کے مقاصد سے آگاہ کیا۔ اور کہا۔ تنظیم سے مراد کسی پر حملہ کرنا یا کسی کو نقصان دینا نہیں بلکہ تنظیم کا مقصد مسلمانوں سے نفاق افلاس اور جہالت دور کرنا ہے۔ دوسرے دن بعد نماز ظہر جناب پروفیسر عبدالرحیم صاحب نیر سابق مسلم مشنری انگلستان و افریقہ نے جو احمدی حضرات کی طرف سے تشریف لائے تھے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ مسلمانوں میں سے افلاس۔ نفاق اور جہالت کسطرح سے دور ہو سکتی ہے۔ اور اپیل کی کہ یہ وقت نفاق کا نہیں۔ بلکہ سب کو خواہ وہ کسی عقیدہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ اسوقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ناموس کی حفاظت کیلئے اکٹھا ہو جانا چاہیئے اس دن رات کو ۹ بجے تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب مولانا فضل علی صاحب لکھنوی نے جو اہل تشیع حضرات کی طرف سے آئے تھے۔ تقریر فرمائی۔ اور فرمایا اہل تشیع کی طرف سے جو مسلمانوں کے دلوں میں بدگمانی ہے۔ کہ یہ لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے بھی اشتراک عمل کرنے کو تیار نہیں غلط ہے۔ اپنا اپنا عقیدہ سب کو مبارک رہے۔ لیکن جب ایسا سوال درپیش ہو۔ جس میں سب متفق ہوں۔ تو فوراً اس میں ملکر کام کرنا چاہیئے۔ اور اہل تشیع ہر طرح سے مشترکہ مسائل میں دیگر مسلمانوں سے اشتراک عمل کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اس کے بعد جناب مولانا مظہر الدین صاحب مدیر الامان دہلی نے تنظیم پر تقریر فرمائی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے ثابت کیا۔ کہ آنحضرت صلعم مجسم تنظیم تھے۔ اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو حقیقی معنوں میں تنظیم سکھلاتا ہے۔ تیسرے دن ۱۸ کو بعد نماز ظہر مجلس تنظیم کا آخری اجلاس ہوا۔ پہلے جناب عبدالرحیم صاحب نیر نے تعلیم پر تقریر فرمائی۔ اور تعلیم کی ضرورت اور اہمیت مسلمانوں کو بتلاتے ہوئے مقامی مدرسہ اسلامیہ کے لئے اپیل کی۔ اس کے بعد جناب مولانا مظہر الدین صاحب نے ایک مختصر لیکن نہایت مدلل اور پُر زور تقریر فرمائی اور ایسے لوگوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ جو اپنے آپ کو مولوی اور لیڈر کہتے ہیں۔ لیکن ان کا کام سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کریں۔ اور ان کو متفق نہ ہونے دیں۔ آپ نے فرمایا مسلمانوں کو ایسے گندم نما جو فروش مولویوں اور لیڈروں کی باتوں پر نہ جانا چاہیئے۔ جو نفاق پیدا کرتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کو اپنی عقل سلیم سے کام لیکر خود سوچنا چاہیئے۔ کہ اس وقت ان کا فائدہ کس میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں رسول کریم صلعم کے نام پر آپ لوگوں سے اتفاق اور اتحاد کی بھیک مانگتا ہوں۔ آپ لوگ موجودہ زمانہ کی نزاکت کو سمجھیں۔ اور رسول کریم صلعم کے نام پر متفق ہو جاویں۔ آپ نے فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ اپنا عقیدہ بدل دو۔ صرف یہ کہتا ہوں۔ کہ جو کام مشترکہ ہیں۔ ان میں ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو کام کرو۔ اس کے بعد سکرٹری مجلس تنظیم نے علماء کرام کا۔ حاضرین جلسہ کا۔ ان لوگوں کا جنہوں نے انتظامات جلسہ میں حصہ لیا۔ اور ان لوگوں کا جنہوں نے جلسہ کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا۔ اور غیر مسلم حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد جناب صدر نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا۔ جو باتفاق رائے پاس ہوا "یہ مسلمانان منصوری سرحد پر جو شیعہ اور سُنی فرقوں میں فساد ہوا ہے۔ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے مظلومین کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں"۔ آخر میں جناب صدر نے اختتامی تقریر فرمائی۔ اس کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ اسی دن رات کو جناب پروفیسر عبدالرحیم صاحب نیر نے غیر ممالک میں تبلیغ اسلام پر ٹاؤن ہال میں لکچر دیا۔ جو میجک لالٹین کے ساتھ تھا۔ لکچر ½۹ بجے شروع ہوا۔ لیکن حاضرین ½۸ بجے سے ہی آنا شروع ہو گئے تھے۔ ۹ بجے تک یہ حالت ہو گئی تھی۔ کہ ہال میں قدم رکھنے کو بھی جگہ نہ تھی۔ لکچر ٹھیک ½۹ بجے شروع ہوا۔ حاضرین میں ہندو مسلمان۔ عیسائی غرض سب مذاہب کے لوگ موجود تھے۔ جگہ نہ ملنے کی وجہ سے سینکڑوں لوگ واپس چلے گئے۔ منصوری میں یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ ٹاؤن ہال میں کسی مذہبی جلسہ کی حاضری اس قدر کثیر ہو۔ لکچر ½۱۰ بجے ختم ہوا۔ اور حاضرین بہت محظوظ ہوئے ہم جناب نیر صاحب کے مشکور ہیں۔ جنہوں نے غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے نظارے

ہمارے سامنے پیش فرمائے۔ اور ایک نہایت مؤثر پیرایہ میں اپنے بیان کو ختم فرمایا۔

(خاکسار سید عبدالحی سکرٹری مجلس تنظیم منصوری)

۱۳-۱۴ اگست ۲۷ء کو کمپالا (سیلون) میں احمدیوں اور عیسائیوں کے درمیان الوہیت مسیح پر زبردست مباحثہ ہؤا۔ احمدیوں کی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب اور عیسائیوں کی طرف سے پادری شاہ خان مناظر تھے۔ احمدی مناظر نے انجیل سے ہی ابطال مسیحیت کیا۔ اور انجیل مقدس کی رو سے بتایا۔ کہ عیسائیت میں کیسے کیسے نقائص دارخ ہو گئے ہیں۔ اس مناظرہ میں خدا کے فضل سے احمدیوں کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ اور احمدی مناظر کی تقریر سے لوگ اس قدر محظوظ ہوئے۔ کہ وہ خوشی سے تالیاں بجاتے تھے۔ سیلون کے اخبارات نے بھی اس کی روئداد شائع کی ہے۔ ایک اور مباحثہ توحید الٰہی اور مسیح کی آمد ثانی کے متعلق خط و کتابت ہو رہی ہے۔

محمد ہاشم صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ کھیوڑہ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مولوی مبارک احمد مولوی فاضل پنڈ دادنخان میں بارہ روز تبلیغ و اشاعت کا کام کر کے کھیوڑہ آئے۔ مقام مذکور میں دو دن لیکچر دیتے رہے جو کہ بہت کامیاب ہوئے۔ اور اس کے علاوہ آپ نے پرائیویٹ ملاقاتیں بھی کیں۔ اس کے بعد آپ کیر میں تشریف لے گئے۔ اور شام کے بعد مسلمانوں کے تنزل کے اسباب اور ان کا علاج کے موضوع ایک دلآویز تقریر فرمائی۔ جو تین گھنٹہ تک جاری رہی۔ پھر اگلے دن لوگوں کی درخواست پر اسی جگہ ایک اور تقریر ہوئی۔ جس میں لوگوں کو احکام اسلام اور خصوصاً نماز کا صحیح فلسفہ بتایا گیا۔ یہ لیکچر تقریباً ساڑھے چار گھنٹہ تک جاری رہا۔ اور لوگوں نے سلسلہ احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ ایک مقامی مولوی صاحب نے لوگوں کو نماز باترجمہ پڑھانے کا وعدہ مولوی مبارک احمد صاحب کی تحریک پر کیا۔ بعد ازاں آپ نے موضع بستی میں جا کر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لوگوں کو احکام اسلام کی طرف توجہ دلائی۔ اور حالات حاضرہ سے اطلاع دی۔ لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات ملی کے معترف ہیں۔ انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ کہ واقعی یہی جماعت ملت بیضا کی صحیح معنوں میں خادم ہے۔ یہاں سے آپ توجھ میں پہنچے۔ اور ایک تقریر کی۔ اس کے بعد آپ نے پڑھانامی ایک گاؤں میں تقریباً اڑھائی گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ پھر اسی جگہ ایک تفریحی میدان میں ہزارہا کے مجمع میں آپ نے ایک بصیرت افروز تقریر کی۔ جس کا بہت اچھا اثر ہؤا۔ اور تمام میدان لا الٰہ الا اللہ کے فلک بوس نعروں سے گونج اٹھا۔ یہاں سے فراغت پا کر آپ قصبہ ڈنڈوت میں گئے۔ اور نماز عشاء کے بعد مسلمانوں کی ترقی کے ذرائع پر تقریر کی۔ جس کو لوگ دو بجے رات تک سنتے رہے۔ اور لوگوں نے اس پر عمل کرنیکا اقرار کیا۔ غرضکہ تمام علاقہ میں مولوی صاحب کی تقاریر سے بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ چودھری شاہ علی اور چودھری کرم الدین صاحب ساکنان موضع سوڈی لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے گاؤں کے جملہ مسلمان سلسلہ احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ مولوی مبارک احمد صاحب نے اپنی دلپسند تقاریر سے ہمیں موجودہ حالات زمانہ سے آگاہ کیا۔ اور ہم میں بیداری کی روح پھونکی۔

محمد صدیق صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ جلال پور جٹاں سے لکھتے ہیں۔ کہ مولوی عبدالغفور صاحب نے یہاں ۔ اور ۱۱ ماہ حال کو قیام فرمایا۔ اور پہلے روز ہادی کامل کے موضوع پر نہایت بیش قیمت خیالات کا اظہار کیا۔ اور اسلام اور دیگر مذاہب کا مقابلہ کر کے اسلام کی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ثابت کی۔

دوسرے دن لوگوں کے اصرار پر آپ نے مسئلہ نجات بیان کیا۔ اور بتایا۔ کہ نجات کا ذریعہ صرف اسلام ہی ہے۔ لوگ نہایت محظوظ ہوئے۔

عابد علی خان صاحب موہر ضلع ہوشیارپور سے مطلع فرماتے ہیں۔ ۱۲-۱۳ ستمبر کی شب کو ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب نو مسلم نے چھوت چھات اور فوائد تجارت سے مسلمانوں کو ایک تقریر کے ذریعہ مطلع کیا۔ اور شاہان اسلام کے احسانات سکھ گوروؤں پر کے عنوان سے بھی ایک دلچسپ تقریر فرمائی۔ سامعین پر اچھا اثر ہؤا۔

محمد سلیم صاحب جہلم سے لکھتے ہیں۔ کہ وہاں چونکہ کسی مسلمان حلوائی کی دوکان نہیں تھی۔ اس لئے ایک احمدی نے اس کام کو شروع کیا۔ اور بہت خوبی سے چلایا۔ ہندو سخت مخالفت کر رہے ہیں۔ حتّٰے کہ انہوں نے چندہ کر کے نرخ بھی کچھ کم کر دیئے ہیں۔ تا کہ اسلامی دوکان کو نقصان پہنچے۔ جہلم اور مضافات کے مسلمانوں کو حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔

حکیم حشمت علی صاحب اوڑ ضلع جالندھر سے لکھتے ہیں۔ کہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے (سابق مہر سنگھ) نے ۹/۲ ام کو موضع کریم پور میں ایک لیکچر دیا جس میں ثابت کیا۔ کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔ اور نیز مسلمانوں کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کیا۔ اگلے دن موضع اوڑ میں آپ نے مرد و عورتوں کے مجمع میں لیکچر دیا۔ جس میں بتایا۔ کہ مسلمان بادشاہوں نے سکھ گوروؤں پر کیا کیا احسانات کئے ہیں۔

کیا پردہ "ظالمانہ قید" ہے؟

تمدنی نقائص کے ازالہ اور نیکی و پاک خیالی کے قیام میں پردہ بہترین مددگار ہے۔ مگر "بے پردگی" کی عادی اقوام اور افراد اس کو قابل نفرت اور گھنونا قانون قرار دیتے رہے ہیں۔ آریہ سماج کا نشو و نما اور اس کی ذہنیت کا ارتقاء جن حالات اور جن خیالات کے ماتحت ہؤا ہے۔ ضرور تھا۔ کہ وہ ان سے متاثر ہو کر پردہ کے خلاف جدوجہد کرے۔ کیونکہ پردہ کی موجودگی میں "آریہ عملیات" رواج پذیر نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ آریہ اخبارات متواتر شور مچا رہے ہیں۔ کہ پردہ ایک "ظالمانہ قید" ہے۔ اس شور و غل سے ان کے دو مقصد ہیں۔ اول یہ کہ مسلمان آریوں کی قبیح رسوم پر نکتہ چینی نہ کر سکیں۔ بلکہ ان کو دینی خوبی بھی قبیح کے رنگ میں دکھلائی جائے۔ دوم مسلمانوں کے دل میں پردہ سے نفرت پیدا کر کے ان کو بھی "بے پردگی" کا دلدادہ بنایا جائے۔

حیرت کا مقام ہے۔ کہ وہ قوم جو روزمرہ "بے پردگی" کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ اور شاید ہی کوئی اخبار ہوگا۔ جس میں "ہندو دیوی کا اغوا" جلی حروف میں نہ دکھلایا گیا ہوگا۔ وہ بھی پردہ جیسی نفع رساں حقیقت پر معترض ہے۔ مانا کہ بدکار عورتیں ہر قوم میں ہوتی ہیں۔ مگر بے پردگی کے باعث جو مصیبتیں ہندو قوم کو پہنچ رہی ہیں۔ ان سے معترض صاحب اچھی طرح آگاہ ہیں پھر کیونکر سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ یہ اعتراض نیک نیتی پر مبنی ہے۔

اسلام نے تمدنی اصلاحات میں ایک بہت بڑی اصلاح یہ کی ہے۔ کہ غیر مرد و عورت کے خلا ملا کو ناجائز قرار دیا۔ اور مردوں اور عورتوں کو غض بصر کا حکم دیا۔ مزید براں عورت کے لئے ضروری قرار دیا گیا۔ کہ وہ دوسرے مردوں سے اپنی زینت مخفی رکھے۔ یہ حکم کس قدر پُر حکمت اور اہم ہے۔ اس کی تفصیل کا یہ مقام نہیں۔ مختصر طور پر بیان کرتا ہوں۔ مگر قبل ازیں اس بات کا بتانا ضروری ہے۔ کہ اسلامی پردہ عورت کو علم و عمل کی کسی کیفیت سے محروم نہیں کرتا۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ صحابیات جنہوں نے اسلامی پردہ کو اول اول عملی جامہ میں پیش کیا ہے۔ میدان جنگ میں مردوں کے ہمرکاب ہوتی تھیں۔ مجروحین کی مرہم پٹی وغیرہ اہم امور ان کے سپرد ہوتے تھے۔ صنعت و حرفت۔ درس و تدریس میں انکے اوقات مشغول رہتے تھے۔ غرضکہ قومی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں مسلم خواتین باوجود پردہ دار ہونیکے نمایاں حصہ نہ لیتی تھیں۔

پس اسلامی پردہ کو "ظالمانہ قید" تو کجا محض "قید" کہنا بھی سراسر جھوٹ ہے۔

(آگے دیکھیں صنا)

اقتباسات

مسلمانوں کی اقتصادی پستی

مسلمانو! موجودہ واقعات میں تمہارے لئے بیداری کا پیغام ہے۔ تم کو نہیں معلوم کہ یہ واقعات قدرت نے محض اسی لئے مہیا کئے۔ کہ تم شاہراہِ ترقی پر گامزن ہو جاؤ۔ لیکن یاد رکھو۔ کہ تمہاری ترقی کی مانع تمہاری اقتصادی اور تجارتی پستی ہے۔ جب تک تجارت کو تم اپنے ہاتھ میں نہ لوگے۔ تمہاری کوئی بھی کوشش بار آور ثابت نہ ہوگی۔ تجارتی بحالی میں تمہاری زندگی مضمر ہے۔ ہاں اس کے علاوہ ایک اور بات توجہ کے قابل ہے وہ تمہاری غیرت و حمیت کا فقدان ہے۔ ہندو تم سے اچھوتوں کا سا سلوک روا رکھتے ہیں تم کو اور تمہاری چھوئی ہوئی چیزوں کو ناپاک سمجھتے ہیں۔ کیا تمہارے پاس اس کا کچھ بھی جواب نہیں؟ وہ سخت بے غیرت مسلمان ہے۔ جو ہندوؤں کے ہاتھ کی تیار شدہ خوردنی اشیاء کا استعمال کرتا ہے۔ مذہب کے نام پر نہ سہی انسانی غیرت کے نام پر میں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ہندوؤں سے وہی سلوک روا رکھیں۔ جو وہ تم سے روا رکھتے ہیں ولا تعتدوا! اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ المُعتَدِین۔

(زمیندار ۱۷ر ستمبر)

مساوات اسلامی کا ثبوت

حال میں نئے آریہ لوگوں کو جس مایوسی کا سامنا کرنا پڑا ہے اس کی شہادت تیج کے مہاشے پریم چند سابق انعام الحق کے الفاظ دیتے ہیں۔ اور وشہد شاھد من اھلہا کا سماں پیدا کرتے ہیں'۔ معاصر الفضل کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے۔ 'میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ نو آریوں کے بہت سے حقوق ابھی تک ان کو نہیں ملے۔ اور ان کی حالت نہایت رنجدہ اور قابل رحم ہے۔" لیکن اس کے ساتھ ہی آپ اپنے آقایان ولی نعمت کو خوش کرنے اور اپنے فریب خوردہ ضمیر کو دھوکا دینے کے لئے فرماتے ہیں کہ "نومسلموں کی حالت بھی نو آریوں سے بہتر نہیں۔" معاصر الفضل نے کوئی نصف درجن نومسلموں کے نام گنائے ہیں جنکی شادیاں شریف اور معزز مسلمانوں کے گھروں میں ہوئی ہیں۔ حالانکہ بقول مہاشہ جی اس وقت آریہ سماجی حلقوں میں نو آریوں کے لئے صرف بیٹی کا سوال باقی رہ گیا ہے۔" ذرا ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیے کہ آریہ سماج کو جنم لئے ہوئے ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے لیکن ابھی تک بیٹی کا سوال" بھی حل نہیں ہوا "اور جنم کے آریوں نے بھی نو آریوں کو ابھی تک مساوی حقوق نہیں دیئے" اور باوجود آریوں کی مسلسل کوشش کے "نو آریوں کی تکلیف میں کوئی نمایاں کمی نہیں ہوئی"۔ اس کے برعکس مسلمانوں میں ہزاروں مثالیں ایسی ملینگی۔ کہ نومسلموں کو شریف ترین گھرانوں کی لڑکیاں دیدی گئیں۔ اور وہ مسلمان ہوتے ہی مسلمانوں میں اس طرح مل گئے کہ گویا وہ پیدا ہی مسلمانوں میں ہوئے تھے۔

(مدینہ ۱۷ر ستمبر)

"نور افشاں" کی تنبیہ "پرکاش" کو

باہمی مباحثہ و مناظرہ اگر نیک نیتی سے حق جوئی و حق نمائی کی غرض سے کیا جائے تو ضرور مفید ثابت ہوگا۔ لیکن غیر معقول دلائل سے کسی مذہب و ملت پر حملہ کرنا اپنی ہی سبک سری کا اظہار ہے چنانچہ ہمعصر پرکاش مطبوعہ ۱۱ر ستمبر ۱۹۲۷ء میں صفحہ ۸ پر زیر عنوان اجتماع ضدین کا مجموعہ یوں مرقوم ہے۔

"اسلام بھی اجتماع ضدین کا عجیب مجموعہ ہے۔ پردہ کے مسئلہ ہی کو لے لیجئے۔ اسے ایک طرف تو اسلامی شعار مانا جاتا ہے اور اس کے حق میں اس بیسویں صدی کے روشنی کے زمانہ میں بھی اس سختی سے کام لیا جارہا ہے کہ روس میں ملاؤں کے سرگروہ عباس کی سرکردگی میں ایک خفیہ مجلس نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ کہ "جو بیوی نقاب دور کر دیتی ہے وہ بیوی نہیں رہتی۔ اور جو خاوند بیوی کا نقاب دور کرنے میں بے شرمی کی اجازت دیتا ہے۔ وہ کافر ہے"۔

لیکن دوسری طرف ترکی میں مسلم حکومت حکم صادر کرتی ہے کہ پردہ بدعت ہے۔ اور اس کی سزا موت قرار دی گئی ہے جب ایک ہی رسم کے متعلق یہ بات ہے کہ ہادیان اسلام ہی کی طرف سے اُسے ایک جگہ شعار بنایا جاتا ہے۔ اور دوسری جگہ بدعت تو یہ کہنا بے جا کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام اجتماع ضدین ہے"۔

اس مندرجہ بالا عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پرکاش کو معقول و منقول دلائل بہم پہنچانے کے لئے چاہیئے تھا۔ کہ قرآن و احادیث سے پردہ کا جواز و امتناع ثابت کرتا۔ لیکن اس نے اسلامی اصول و تعلیم کو پیش کرنے کی جگہ محض مختلف رسم و رواج کی بنا پر اسلام میں اجتماع ضدین کے بہانہ سے چھیڑ چھاڑ کی ہے۔ یہ شیوہ مذموم ہے۔ امید ہے کہ آئندہ پرکاش معقولیت سے کام لیگا۔ محض درپے پرخاش ہونا اچھا نہیں۔ (نور افشاں ۲۲ر ستمبر)

مسلمانوں کی قومی زندگی کا نازک ترین مرحلہ

ہماری رائے میں شملہ کانفرنس مفاہمت کی آخری کوشش تھی اس کے بعد کسی نئی کوشش کا کوئی موقعہ باقی نہیں رہا۔ ہندوؤں کی طرف سے یہ آخری اعلان ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کسی منصفانہ مفاہمت پر آمادہ نہیں ہیں۔ اگر ان حقوق کا منصفانہ تصفیہ نہ ہو اور موجودہ حالت قائم رہے۔ تو ہندوؤں کے لئے یہ بھی مفید ہے اس لئے کہ وہ بحالات موجودہ تقریباً ہر شے پر قابض ہیں۔ اور عدم تصفیہ ان کے اس قبضہ کو ممتد کرتا ہے۔ نقصان ہے تو صرف مسلمانوں کا۔ اس لئے ضروری ہے کہ تمام مسلم رہنما اب فیصلے کی فضول کوششوں سے کنارہ کش ہو کر اپنی ملت اور اپنی قوم کے حقوق کو بچانے کے لئے مناسب تجاویز سوچیں۔ اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ جلد سے جلد کسی مرکزی مقام پر مسلمانوں کے تمام طبقات کے سر برآوردہ اصحاب کا ایک اجتماع منعقد ہو اور اس میں حفاظت حقوق کا لائحہ عمل تیار کیا جائے مسلمانوں کی قومی زندگی کا یہ سب سے نازک مرحلہ ہے۔ اگر آج ان کے جائز و واجبی حقوق محفوظ نہ ہوئے۔ تو وہ ہمیشہ ذلت و نامرادی کی ٹھوکریں کھاتے رہیں گے۔ اور ان کی بدنصیبی کا دور کبھی ختم نہ ہوگا۔ کیا ہم امید کر سکتے ہیں۔ کہ مسلمان راہنما اس ضرورت کا صحیح صحیح احساس فرمائیں گے۔ یا کیا اب بھی گائے اور باجے کے متعلق آخری و قطعی فیصلہ سننے کے لئے ڈیڑھ ماہ تک سوئے رہنے ہی کو ترجیح دیجائیگی۔ (انقلاب ۲۷ر ستمبر)

حضرت امام جماعت احمدیہ کے احسانات

جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں۔ آپ ہی کی تحریک سے "ورتمان" پر گویا مقدمہ چلا۔ آپ ہی کی جماعت نے رنگیلا رسول کے معاملے کو آگے بڑھایا سرفروشی کی جیل خانے کے جانے سے خوف نہیں کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب کو انصاف و عدل کی طرف مائل کیا۔ آپ کا پمفلٹ ضبط کر لیا۔ مگر اس کے اثرات کو زائل نہیں ہونے دیا۔ اور لکھ دیا کہ اس پوسٹر کی ضبطی محض اس لئے ہے کہ اشتعال نہ بڑھے۔ اور اس کا تدارک نہایت عادلانہ فیصلے سے کر دیا۔ اور اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں میں ہیں۔ سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں۔

صرف ایک احمدی جماعت ہے جو قرون اولے کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا کسی جمعیت سے مرعوب نہیں ہے۔ اور خاص اسلامی کام انجام دے رہی ہے۔

مسلم پولیٹیکل جماعت جو لندن میں بنائی گئی ہے۔ یہ مسلم لیگ کی طرح مٹ جانے والی اور تباہ ہو جانے والی چیز نہ ہوگی۔ کہ مسلمانان ہند نے لیگ کا اثر ولایت تک بڑھایا۔ مگر جب ہندوستان کی نیشنل کانگرس میں لیگ جذب ہو گئی۔ تو انہیں سید امیر علی کو دودھ کی مکھی کی طرح الگ کر دیا۔ (مشرق ۲۲ر ستمبر)

واضح رہے کہ جن لوگوں نے پردہ کو "ظالمانہ قید" قرار دیا ہے۔ انہوں نے فطرت نسوانی اور جذبات مردانہ کو بالکل نظرانداز کر دیا ہے۔ عورت کے اندر قدرت نے جو گنجینۂ حیا ودیعت کیا ہے۔ اور جو اس کی سرشت کا طغرائے امتیاز ہے۔ وہ اس کو حجاب کے لئے مجبور کرتا ہے۔ یہ حقیقت ہر ملک ہر قوم اور ہر تمدن کے لوگوں میں نمودار ہے۔ مگر بعض مقامات پر حالات مخالف اس کو دبا دیتے ہیں۔ اور "بے پردگی" کو قومی رواج قرار دیا جاتا ہے۔ نیز اگر بغور دیکھا جائے تو تعلقات زن وشوئی کا انحصار "مسئلہ اختصاص" پر ہے۔ فریقین کا ایک جگہ پر مل بیٹھنا تو حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔ مگر مودت والفت جو انسانی ازدواج سے مطلوب ہے۔ وہ صرف "اختصاص" سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یعنی میاں بیوی کے ایک دوسرے کے لئے خاص ہو جانے سے ہی ایثار ومحبت پیدا ہوتی ہے۔ احساسات انسانی کا مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں۔ کہ محبت کی بنیاد اسی "اختصاص" پر ہے۔ جس حد تک یہ "اختصاص" کمزور اور محدود ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر رشتۂ الفت بھی ناقص ہوتا جاتا ہے۔ پردہ جو نسوانی زیب وزینت کو خاوند کے لئے خاص کر دیتا ہے۔ یقیناً محبت کے بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ اور یہی نکاح کی غرض ہے۔

غیرت ایک اعلیٰ خلق ہے۔ اور یہ کم وبیش ہر انسان بلکہ حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ لوگ اپنے ننگ وناموس کی حفاظت کے لئے جان تک قربان کر دیتے ہیں۔ ایک غیور مرد ہرگز یہ برداشت نہ کر سکیگا۔ کہ اس کی بیوی کا کسی غیر محرم مرد سے تعلق ہو۔ اور یہ غیورانہ خواہش بجز پردہ کے ناممکن الحصول ہے۔ میں نے کئی ہندوؤں کو اپنی آنکھوں دوسرے لوگوں سے اس لئے جھگڑتے دیکھا ہے کہ وہ ان کی بیوی یا بہن کی طرف دیکھتے تھے۔ دیدار جاذب اور چشم غماز کو بند کئے بغیر عام طور پر کامل طہارت قلبی حاصل نہیں ہوتی اس لئے اسلام نے ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کو حکم دیا۔ کہ وہ غیر محرم کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں۔ تاکہ برائی کا بیج دبن سے استیصال کیا جائے۔ مگر چونکہ فطرت نسوانی میں جاذبیت کا مادہ زیادہ رکھا گیا تھا۔ اس لئے اس کے بارہ میں مزید احتیاط مقرر کی۔ گویا اس مسئلہ میں اسلام کو نمایاں فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ دوسرے مذہب تو زنا سے منع کرتے ہیں۔ مگر اسلام مقدماتِ زنا کو بھی حکمت سے بند کرتا ہے۔

اسلامی پردہ عفت وپاکدامنی کے قیام بدی وبدکاری کے رستوں کو بند کرنے کا ذریعہ ہے۔ وہ صحت پر ہرگز کوئی برا اثر نہیں ڈالتا۔ ہاں ہندوستان کا موجودہ سیاسی پردہ جو موجودہ حالات میں نہایت ضروری ہے۔ بیشک ضرر رساں ہو سکتا ہے۔ لیکن مکانات کی وسعت اور سیر وورزش کا التزام کرنے سے یہ کمی بھی پوری ہو جاتی ہے۔ بعض نادان کہا کرتے ہیں۔ کہ پردہ دار عورت کی طرف مردوں کی توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ بہ نسبت غیر پردہ دار کے۔ اول تو یہ بات ہی غلط ہے۔ تمام ترکشش کا انحصار رُویت پر ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تب بھی یہ بات بالکل عیاں ہے۔ کہ پردہ والی عورت کے متعلق توجہ ناقص اور ادھوری ہوگی۔ اور اس کے انتہا تک پہونچنے کے وسائل مفقود۔ دوسری صورت میں "عیاں راچہ بیان"! غرض پردہ ایک فطرتی اور نہایت ضروری چیز ہے۔

میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جو انسان معمولی سے تدبر سے بھی کام لیگا۔ وہ بے پردگی کے نقصانات اور پردہ کے فوائد کا فوراً معترف ہو جائے گا۔ عالم شباب کی تیزیوں کے متعلق پنڈت دیانند بھی لکھتے ہیں:۔

"یہ بڑا مشکل کام ہے۔ کہ کوئی شہوت کی تیزی کو تھام کے حواس کو قابو میں رکھے"! (ستیارتھ پرکاش باب ۳ صفحہ ۵)

آخر پنڈت دیانند جیسے انسانوں کو بھی یہی ہدایت کرنی پڑی کہ:۔

"اندریاں (آنکھیں) اس قدر زبردست ہیں کہ ماں۔ ساس۔ لڑکی وغیرہ کے ساتھ بھی ہوشیاری سے رہنا چاہیئے دوسروں کا تو کیا کہنا ہے"۔ (اپدیش منجری صفحہ ۱)

پس آنکھوں کی حفاظت ضروری ہے۔ اپنے معتقدوں کو تو آنکھیں نیچے رکھنے کی تلقین کی جا سکتی ہے۔ لیکن غیر کی آنکھوں سے حفاظت کیونکر ہو؟ آریہ سماج! کیا بجز اسلامی پردہ کے کوئی علاج ہے؟ دیکھئے کس صفائی سے اسلامی صداقت کا اقرار موجود ہے۔ پنڈت دیانند صاحب بانی آریہ سماج "زنانہ تعلیم کے متعلق ضروری امور" کے ماتحت لکھتے ہیں:۔

"تعلیم گاہ کسی تنہا جگہ پر ہونا چاہیئے۔ لڑکے اور لڑکیوں کے مدرسے ایک دوسرے سے کم از کم دو کوس کے فاصلہ پر ہوں۔ جو استاد استانیاں اور نوکر چاکر ہوں ان میں سے لڑکیوں کے مدرسہ میں عورتیں اور لڑکوں کے مدرسہ میں مرد ہونے چاہئیں۔ زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پائے۔ یعنی جب تک کہ برہمچاری اور برہمچارنی رہیں۔ تب تک عورت و مرد کا دیدار ہونا۔ چھونا۔ تنہائی کی ملاقات۔ گفتگو عشقیہ باتیں باہمی کھیل کود۔ شہوانی خیالات وصحبت۔ ان آٹھ قسم کی جذبہ انگیز حرکتوں سے الگ رہیں۔ اور استاد ان کو ان باتوں سے بچائیں۔ تاکہ اعلیٰ تعلیم وتربیت۔ عمدہ ونیک خصلت اور جسمانی وروحانی طاقت پاکر ہمیشہ راحت بڑھا سکیں"

(ستیارتھ پرکاش باب ۳ صفحہ ۴۶)

اس اقتباس سے پردہ کی اہمیت کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ "اعلیٰ تعلیم وتربیت"۔ "عمدہ ونیک خصلت" اور "جسمانی وروحانی طاقت" کے پانے کا ذریعہ پردہ ہی ہے۔ کہاں ہیں مہاشہ پریم چند جو "بندے ماترم" (۸ ستمبر) میں پردہ کو "ظالمانہ قید" لکھتے ہیں؟ کیا وہ بے پردگی کے ذریعہ "جذبہ انگیز حرکتوں" کا مظاہرہ کیا چاہتے ہیں؟

مقدس پولوس بھی جو موجودہ عیسائیت کے موجد ہوئے ہیں۔ عورتوں کے لئے "حجاب" ضروری قرار دیتے ہیں آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"عورتیں بھی مناسب پوشاک پہنکے حجاب اور شائستگی سے آپ کو سنواریں نہ سر گوندھنے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی لباس سے"۔ (اتمطاوس ۲۔۹)

مندرجہ بالا ارشادات آریہ اور عیسائی اصحاب کے لئے قابل غور ہیں۔ ملکی خیر خواہی کا بھی تقاضا ہے۔ کہ ہندوستان کے دامن کو بے پردگی کے ذریعہ ملوث نہ کیا جائے۔ اور موجودہ عفت شعاری کو بھی پامال نہ کیا جائے۔ میں اپنے کہلانے والے آزاد خیال مسلمان بھائیوں سے بھی عرض کرونگا۔ کہ وہ اندھی تقلید کا شکار نہ ہوں۔ آزادی وہی آزادی ہے۔ جس میں اخلاق، روحانیت اور تمدن کی اصلاح ہو۔ بے غیرتی کا نام آزادی نہیں۔ ورنہ اکبر کے اشعار ایسے لوگوں کے بالکل مناسب حال ہونگے ؎

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بی بیاں
اکبرؔ زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا

پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

خاکسار ابو العطاء اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل قادیان

الفضل کا ماہواری ایڈیشن

۳۰ ستمبر کا الفضل خاص مضامین کے ساتھ ۳۰ ستمبر کو شائع ہوا ہے۔ احباب اس کو مطالعہ کر چکے ہونگے۔ اب آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ آپ کے شہر کے لئے کس قدر پرچے درکار ہیں۔ مہربانی فرما کر مطلوبہ تعداد میں یہ نمبر منگوا لیجئے۔ اور ڈیڑھ آنہ فی پرچہ کے حساب فروخت کر دیا ۲۵ فیصدی کمیشن دیا جائیگا۔ جلدی طلب کر لیجئے۔ کہ تھوڑے پرچے باقی ہیں۔

(منیجر الفضل قادیان)

معاونین جرائد سلسلہ

مفصلہ ذیل احباب نے گذشتہ عشرہ میں خریدار دیئے ہیں جماعت کی تعداد اور اپنے فرض کی اہمیت کے لحاظ سے یہ خریداری کچھ ہمت افزا نہیں ہے۔ تاہم یہ احباب قابل شکر ہیں اور دوسرے دوستوں کی مزید توجہ چاہتے ہیں۔ (ناظم طبع و اشاعت)

الفضل

بابو محمد حسین صاحب پوسٹماسٹر ڈیرہ اسمٰعیل خان نے پانچ خریدار عطاء فرمائے ہیں۔ عبدالغنی صاحب ریڈر ہائیکورٹ نے پانچ خریدار عطاء فرمائے ہیں۔ چودھری حیات محمد صاحب کیمام گاؤں نے پانچ خریدار عطاء فرمائے ہیں۔ عابد شریف صاحب تھموگرنے تین خریدار عطاء فرمائے ہیں۔ چودھری غلام احمد صاحب بہاولپور نے دو خریدار عطاء فرمائے ہیں۔ صوفی غلام محمد صاحب مبلغ ماریشس نے ایک خریدار عطا فرمایا ہے۔ گل محمد صاحب خوشاب نے ایک خریدار عطاء فرمایا ہے۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے ایک خریدار عطا فرمایا ہے۔ فخرالدین صاحب مالاباری نے ایک خریدار عطاء فرمایا ہے۔ حکیم عبدالخالق صاحب نے ایک خریدار عطاء فرمایا ہے۔ محمد ابراہیم صاحب گوجرانوالہ نے ایک خریدار عطاء فرمایا ہے۔ غلام رسول صاحب کوئٹہ نے ایک خریدار عطاء فرمایا ہے۔ محمد فضل الٰہی صاحب ننگل والا نے ایک خریدار عطاء فرمایا ہے۔ ڈاکٹر غلام غوث صاحب ساندھن نے ایک خریدار عطاء فرمایا ہے۔ قریشی کریم بخش صاحب نوشہرہ نے ایک خریدار عطاء فرمایا ہے۔ فضل کریم صاحب سیالکوٹ نے ایک خریدار عطاء فرمایا ہے۔ قاضی محمد اکرم صاحب ڈیرہ دون نے ایک خریدار عطاء فرمایا ہے۔ کل ۳۳ خریدار۔

مصباح

معرفت والدہ خلیفہ صلاح الدین سردار بیگم صاحبہ اہلیہ سردار امام بخش صاحب کوٹ قیصرانی۔ ۳ خریدار۔ مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ۔ ۳ خریدار۔ استانی میمونہ صاحبہ قادیان ایک خریدار۔ اہلیہ ڈاکٹر محمد منیر صاحب امرتسر ایک خریدار۔

سن رائز

ایم اسلم صاحب طالب علم دہم جماعت ہائی سکول قادیان سن رائز کے واسطے ۴ خریدار۔ خلیل الرحمٰن خان طالب علم مدرسہ احمدیہ قادیان۔ سن رائز کے واسطے ۴ خریدار۔ مرزا عنایت اللہ بیگ سٹوڈنٹ ایس۔ اے۔ ایچ ہائی سکول ڈنگہ سن رائز کو واسطے ایک۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سن رائز ایک۔ پروفیسر علی احمد صاحب بھاگلپور سن رائز چار خریدار۔ مولوی عبدالاحد صاحب گڑھی حبیب اللہ ضلع ہزارہ سے ایک۔ نذیر احمد خان صاحب برما۔ ایک خریدار جناب سراج الدین صاحب اسٹیشن ماسٹر دھولیا۔ ایک۔ مستری چراغ الدین صاحب ریاست بہاولپور۔ ایک خریدار۔ میاں عبدالرحمٰن صاحب انبالہ ایک۔ ڈاکٹر غلام غوث صاحب ساندھن۔ ایک خریدار۔

خطبہ

ایک زمیندار ارائیں قوم کا لڑکا جو ۲۶ سال عمر کا اور ضلع لاہور کا باشندہ ہے۔ اس کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے معمولی اردو فارسی جانتا ہے۔ جسمانی صحت اچھی ہے رنگ گورا ۱۲ گھماؤں زمین کا مالک ہے۔ پہلی بیوی مخالف غیر احمدی تھی۔ نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں۔ پہلی بیوی کی اولاد کچھ نہیں۔ خط و کتابت بذریعہ دفتر ناظر امور عامہ کی جائے۔
عبدالمغنی قائمقام ناظر امور عامہ

ضرورت ملازمت

(۱) ایک سٹینوگرافر کی ضرورت ہے جس کی تنخواہ ۵۰-۵-۱۰۰-۱۵۰ ہوگی۔ درخواستیں ٹائپ شدہ فوراً دفتر نظارت خارجیہ قادیان میں پہنچ جانی چاہئیں۔ پہلے بھی مشتہر کیا گیا تھا۔ مگر درخواست کوئی نہیں پہنچی۔

(۲) ایک دوست جنہوں نے طبیہ کلاس اسلامیہ کالج میں دو سال باضابطہ تعلیم حاصل کر کے زبدۃ الحکما کی سند ۱۹۲۵ء میں حاصل کی ہوئی ہے۔ کسی جگہ ملازمت سرکاری یا نجی کے خواہاں ہیں۔ اگر کوئی صاحب ان کی اس رنگ میں مدد کر سکیں۔ تو دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ ناظر امور خارجیہ قادیان

نقشہ اُجرت اشتہار

تعداد	پورا صفحہ	نصف صفحہ	کالم	نصف کالم	تہائی کالم	چوتھائی کالم	⅛ کالم
۴۸ بار	۳۰۰ روپے	۱۶۰ روپے	۱۰۸ روپے	۷۰ روپے	۴۰ روپے	۳۲ روپے	۲۸ روپے
۲۴ بار	۱۶۰ روپے	۸۸ روپے	۶۰ روپے	۳۲ روپے	۲۴ روپے	۲۰ روپے	۱۶ روپے
۱۲ بار	۹۰ روپے	۵۰ روپے	۳۴ روپے	۱۸ روپے	۱۵ روپے	۱۲ روپے	۹ روپے
۴ بار	۳۲ روپے	۲۰ روپے	۱۳ روپے	۷½ روپے	۶ روپے	۴½ روپے	۳½ روپے
۲ بار	۱۸ روپے	۱۱ روپے	۸ روپے	۴½ روپے	۳½ روپے	۲½ روپے	۲ روپے
ایک بار	۱۰ روپے	۶ روپے	۴½ روپے	۲½ روپے	۲ روپے	۱½ روپے	۱¼ روپے

خاکسار مینیجر الفضل قادیان

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

—— لاہور ۳۰ ستمبر - آج مسٹر ٹنکسن ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مسٹر پریتم ایڈیٹر سوراجیہ کے مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا فیصلہ سنا دیا ہے۔

مجسٹریٹ نے ملزم کو دس ہزار کی دو ضمانتیں اور دس ہزار کا مچلکہ داخل کرنے کا حکم دیا۔ جس کی تعمیل میں ضمانتیں اور مچلکہ اسی وقت داخل کر دیا گیا۔

—— اب بی بی اینڈ سی۔ آئی ریلوے کی طرف سے بھی ایک ایسی گاڑی کا اعلان ہوا ہے۔ جو بمبئی سے ہر جمعہ کو ایک بجے چلا کرے گی۔ اور شنبہ کو حسب ذیل اوقات پر پنجاب میں سے گزرا کرے گی۔

دہلی ۰-۵-۱۲ - لاہور ۲۱ - راولپنڈی ۷-۴۳ پشاور ۳۵-۷۔

—— دہلی ۲۹ ستمبر - کل جنرل نیوز کے ایڈیٹر جناب احمد بخش صاحب بلی ماراں میں مسلمانوں کے ہاتھوں پٹ گئے۔

—— رنگون ۲۹ ستمبر - ایک ہندوستانی اور چھ برمی قیدی جن میں ایک عورت بھی شامل ہے۔ حضور ملک معظم کے نام کا سکہ بناتے ہوئے پکڑے گئے۔ ان کے خلاف جیل کے اندر مقدمہ چلایا جائیگا۔

—— بمبئی ۲۷ ستمبر - مادھو باغ میں ہندوؤں کا ایک جلسہ زیر صدارت سیٹھ جمنا داس ہرکھ جی سنگھادی ۲۵ ستمبر کو منعقد ہوا۔ تاکہ ہندوستان میں گائے اور بیلوں کے ذبیحہ کے انسداد پر غور کرے۔

—— عالی جناب حاجی سیٹھ عبداللہ ہارون صدر جمعیتہ مرکزیہ خلافت یکم اکتوبر کی شام کو کراچی میل سے لاہور پہنچے۔ آپ کے استقبال کو مسلمانان لاہور کا جم غفیر ریلوے سٹیشن کے اندر پلیٹ فارم پر موجود تھا۔

—— لاہور یکم اکتوبر - آج مسٹر لنکن ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مولوی یعقوب خان صاحب ایڈیٹر - شیخ سراج الدین پرنٹر اور شیخ رحمت خان پبلشر اخبار لائٹ کے خلاف زیر دفعہ ۱۵۳ الف مقدمہ کی پھر سماعت ہوئی۔ [illegible] کی طرف سے رائے بہادر پنڈت جوالا پرشاد [illegible] کی جانب سے مسٹر عزیز احمد ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین [illegible] پیروکار تھے۔ آج اس مقدمہ میں [...] رام سرن داس ممبر کونسل آف سٹیٹ [...] چند نارنگ۔ رائے بہادر لالہ اجودھیا داس۔ لالہ [...] ایڈیٹر "بندے ماترم" پنڈت پیارے موہن

دتاتریہ اسسٹنٹ ایڈیٹر ٹریبون۔ گیانی رام سنگھ مسٹر فضل حق مینجر اخبار لائٹ اور لالہ ترلوک چند سپرنٹنڈنٹ لکشمی انشورنس کمپنی کی شہادت ہوئی۔ ازاں بعد مقدمہ ۸ اکتوبر پر ملتوی ہوا۔

—— پھلواڑی - یکم اکتوبر - ۲۲ ستمبر - مقامی پولیس کا ایک تھانہ دار چند سپاہیوں کو لے کر دفتر امارۃ شریعت میں آیا۔ ان لوگوں نے وارنٹ دکھلا کر دفتر کی تلاشی لی تا تمام کاپیاں بحق سرکار ضبط کر لیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پٹنہ نے جریدہ مذکور کے مدیر صاحب کو مطلع کیا ہے۔ کہ ان کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۵۳ (الف) کی سماعت ۱۷ اکتوبر سے شروع ہوگی۔

—— شملہ یکم اکتوبر - معلوم ہوا ہے۔ کہ مزید میعاد کے لئے مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کو عدالت عالیہ لاہور کا ایڈیشنل جج مقرر کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ عنقریب اس امر کا اعلان ہو جائیگا۔

—— جالندھر ۳۰ ستمبر - سوامی شودرا نند نے جو عرصہ دراز سے اچھوت اقوام کے اندر پرچار میں مصروف ہیں۔ حال ہی میں جالندھر کے خاکروب بھائیوں میں ایک بالمیکی دل کے نام سے جتھے بندی شروع کی ہے۔ بالمیکی دل میں تقریباً ۶۰ نوجوان داخل ہو گئے ہیں۔ امید ہے۔ کہ چند دنوں میں ہی اس دل کی تعداد ہزاروں کے قریب جا پہنچے گی۔

—— امرتسر یکم اکتوبر - آج بعد دوپہر ویرکا کے قریب موٹر کا جو شدید حادثہ رونما ہوا۔ اس کی حسب ذیل تفصیلات موصول ہوئی ہیں۔

موٹر بٹالہ کی طرف سے آرہی تھی۔ اور اس میں ۲۴ سواریاں تھیں۔ جن میں چند ایک بچے بھی تھے۔ سواریوں میں ۲۰ براتی مسلمان بھی تھے۔ موٹر کا ۸۲ ڈاؤن ٹرین سے تصادم ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ موٹر پاش پاش ہو گئی۔ تقریباً تمام سواریوں کو شدید زخم آئے ہیں۔ پانچ تو اسی وقت ہلاک ہو گئے دو ریل گاڑی میں اور دو ہسپتال پہنچ کر راہی ملک عدم ہو گئیں اس طرح ہلاک شدگان کی مجموعی تعداد ۹ تک پہنچی ہے۔ ریلوے انجن کو بھی خفیف سا نقصان پہونچا۔ لیکن ٹرین نقصان سے محفوظ رہی۔ دوسری لاریوں میں جو لوگ آئے انہوں نے زخمیوں اور ہلاک شدگان کو اٹھایا۔ موٹر کا مالک بھی مر گیا ہے۔ لیکن موٹر ڈرائیور کو صرف خفیف جراحتیں پہنچی ہیں۔ موٹر ڈرائیور کا بیان ہے۔ کہ میں موٹر کو ۱۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلا رہا تھا۔ مجھے نہ تو سگنل نظر آیا اور نہ میں نے ٹرین کو آتے دیکھا۔ اس لئے کہ ریلوے لائن کا دروازہ موڑ پر واقع ہے۔ علاوہ بریں ریلوے

کا ایک دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور چوکیدار جو ڈیوٹی پر متعین تھا سویا پڑا تھا۔

—— نینی تال - یکم اکتوبر - اگرچہ ہز ایکسیلنسی سر ولیم میرس گورنر ممالک متحدہ کی مدت ملازمت آئندہ ۲۲ دسمبر کو ختم ہو جائیگی لیکن معلوم ہوا ہے کہ آپ ۱۴ جنوری ۱۹۲۷ء تک بحیثیت گورنر اپنے فرائض انجام دیتے رہیں گے۔

—— شملہ ۳۰ ستمبر - معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ہند کے دفتر یکم نومبر ۱۹۲۶ء سے دہلی میں کھلیں گے۔

—— سیکرٹری صاحب آل انڈیا ہندو شدھی سبھا دہلی بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ضلع گورکھپور کے گاؤں مادھوپور اور پرسونی کے ۲۳۵ مسلمانوں کو شدھ کر کے ہندو دھرم میں داخل کیا گیا۔ شدھی کا کام روز بروز بڑھ رہا ہے۔ (ملاپ ۴ اکتوبر)

غیر ممالک کی خبریں

: (بیتو) :

—— میکسیکو - ۲۹ ستمبر - صدر کے دفتر سے ایک اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ کیتھولک مذہب کے ۳۴ مذہبی مجنونوں کو قتل کر دیا گیا۔ اور ان کے سردار سیڈ نیو کو دو لڑائیوں کے بعد گرفتار کر کے فوجی عدالت کے ذریعہ گولی سے اڑائے جانے کی سزا دی گئی۔

—— رگبی ۲۹ ستمبر - شمالی روڈیشیا (وسط افریقہ) کی حکومت نے ایک طیارہ ران کمپنی کے ساتھ ٹھیکہ کیا ہے۔ کہ دریائے ریمبزی کے دہانہ تک کے علاقہ کی دیکھ بھال کرے یہ جہاز اس رقبہ کی عکسی تصاویر کھینچینگے۔ اور دس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کریں گے۔

—— یورپ کے مختلف مقامات کی اطلاعات مظہر ہیں گذشتہ چند دنوں کے اندر اندر انگلستان - اٹلی - آسٹریا اور سوئٹزرلینڈ میں بارش کیوجہ سے دریا طغیانی پر آگئے۔ اور سیلابات نے بہت نقصان پہونچایا۔

—— ریمبز - ۲۸ ستمبر - ریمبز اور چیلینس کے درمیان یردونے کے ریلوے اسٹیشن ماسٹر کی لڑکی رنیس جیسٹی نوٹ نے نہایت ہی خطرناک حالت میں قابل تعریف بہادری کا اظہار کیا۔ اس کا باپ جب سگنل کے کیبین کو جا رہا تھا۔ تو ایک گذرنے والی گاڑی سے چوٹ کھا کر گر گیا۔ اس کی لڑکی نے دیکھا۔ کہ سگنل خطرناک ہو رہا ہے۔ تو سٹیشن سے چل پڑی۔ باپ کو اٹھا کر ویٹنگ روم میں لے گئی۔ جہاں وہ فوراً مر گیا۔ لیکن لڑکی نے اپنے رنج کو ضبط کیا۔ اور گاڑیوں کو تصادم سے بچانے کیلئے سگنل بکس میں چلی گئی۔ اور پانچ گھنٹہ تک باپ کی جگہ کام کر کے دیگر گاڑیوں کو تصادم سے بچاتی رہی۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)